جلد ۷ اگست ۱۹۶۶ء شمارہ ۸

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ چندہ چھ روپے فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان!

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اگست سنہ ۶۶ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

فی پرچہ ۶۰ پیسے

سالانہ چندہ چھ روپے

فہرست مضامین

ناشر: چوہدری محمد ابراہیم ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمارہ ۸	ماہنامہ انصار اللہ ربوہ	جلد ۷

اگست سنہ ۶۶ء

اِسلام میں اِتحاد و اتفاق کی اساس

محبّت و عقیدت اور دلی وابستگی کا محور

اِسلام کا منتہائے مقصود صرف یہی نہیں ہے کہ ہر مومن اور مسلمان اپنی انفرادی حیثیت میں عبد بن کر رب العالمین کا مظہر بنے بلکہ وہ تمام مومنوں کو من حیث الجماعت اسی بلند مرتبہ و مقام پر فائز دیکھنا چاہتا ہے اسی لئے وہ ایک ایسے معاشرہ اور جماعتی نظام کے قیام پر زور دیتا ہے جس کے نتیجہ میں تمام مسلمان حقیقی معنوں میں من حیث الافراد عباد الرحمٰن اور من حیث الجماعت حزب اللہ بن سکیں۔ ایسے معاشرہ اور جماعتی نظام کے قیام کی خاطر ہی اسلام نے جہاں ایک طرف ایسے احکام دیئے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہونے سے ہر مسلمان اپنی انفرادی حیثیت میں اللہ تعالےٰ کا عبد بن سکے وہاں اس نے ایسے اجتماعی احکام بھی دیئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے یہ عباد الرحمٰن حقیقی معنوں میں حزب اللہ بن سکیں تا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ (المائدہ آیت ۵۷) کا قرآنی وعدہ ان کے حق میں پورا ہو کر اس دنیا کو حق و صداقت اور راستی سے بھر دے اور اللہ تعالےٰ کی حکومت اپنے اصلی معنوں کی رو سے زمین پر بھی اسی طرح قائم ہو جائے جس طرح کہ وہ آسمانوں پر قائم ہے،

مثال کے طور پر یوں تو دن بھر میں پانچ نمازوں کی ادائیگی ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن نماز کا حکم صرف اس پر ہی ختم نہیں ہو جاتا کہ ہر مسلمان نماز کو پوری پابندی کے ساتھ ادا کرے بلکہ ہر مسلمان کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ بیماری یا اور کوئی جائز معذوری کے سوا یہ پانچوں نمازیں ان کے مقررہ اوقات میں مسجد میں جا کر ایک امام کی اقتداء میں

باجماعت ادا کرے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ عبادت میں اجتماعیت کا یہ حلقہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ نماز جمعہ کے لئے حکم ہے کہ شہر یا قصبہ کے لوگ جمعہ کی اذان سنتے ہی تمام کاروبار اور دیگر دنیوی مصروفیات ترک کر کے کسی مرکزی مسجد میں جمع ہو جائیں اور وہاں شہر بھر کے لوگ مل کر ایک امام کی اقتدار میں جمعہ کی نماز ادا کریں۔ اس کے علاوہ سال بھر میں عیدین کے دو اجتماع مقرر ہیں ان اجتماعوں کے سلسلہ میں ایک شہر اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ شہر سے باہر کسی کھلی جگہ میں عیدین کی نماز کے لئے جمع ہوں کھلی جگہ کو اس لئے ترجیح دی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کر سکیں۔ پھر حج کی عبادت ہے جو بین الاقوامی اجتماع کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ اس عبادت میں ایک شہر یا ایک ملک نہیں بلکہ روئے زمین کے تمام دیار و امصار کے صاحبِ استطاعت مسلمان سال کے سال مکہ کی سرزمین میں جمع ہو کر شریک ہوتے ہیں۔ نماز کے علاوہ روزہ کی عبادت ہے۔ اس میں بھی اجتماعیت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ حکم صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ ہر مسلمان سال میں ایک ماہ کے روزے رکھے اگر حکم صرف اتنا ہی ہوتا تو ہر مسلمان آزاد ہوتا کہ وہ جس مہینے میں چاہتا ایک ماہ کے روزے رکھ لیتا یا مختلف مہینوں میں دو دو چار چار روزے رکھ کر تیس کی گنتی پوری کر لیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس عبادت کے لئے رمضان کا مہینہ مخصوص کر دیا۔ اور روئے زمین کے مسلمانوں کو اس بات کا پابند کر دیا کہ وہ خشکی یا تری میں جہاں کہیں بھی آباد ہوں رمضان کا مہینہ شروع ہوتے ہی روزے رکھنے شروع کر دیں اور رکھتے چلے جائیں یہاں تک کہ یہ مہینہ پورا ہو جائے۔ اس حکم کی غرض بھی یہی ہے کہ اس عبادت میں بھی اجتماعیت کا احساس برقرار رہے۔ اور دنیا میں حزب اللہ کی تشکیل میں مدد ملے اسی طرح زکوٰۃ کا حکم ہے۔ یہ حکم بھی خاص طور پر ایک جماعتی اور مرکزی نظام کا متقاضی ہے کیونکہ اس کے بغیر نہ زکوٰۃ وصول ہو سکتی ہے اور نہ ہی وصول شدہ رقم کو شریعت کے منشا کے مطابق صحیح رنگ میں خرچ کیا جا سکتا ہے

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ عبادات میں اجتماعیت پر زور دینے کے علاوہ اسلام نے اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق نہایت تفصیلی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ عام شہریت کے اصول اس نے بیان کئے ہیں۔ یتامیٰ اور غرباء و مساکین کی خبرگیری کی اس نے تاکید کی ہے لین دین کے معاملات پر اس نے روشنی ڈالی ہے، کانفرنسوں، مجلسوں اور دعوتوں کے آداب اور ضابطوں کے متعلق تفصیلی تعلیم اس نے دی ہے، حکومت اور رعایا کے فرائض اس نے کھول کھول کر واضح کئے ہیں، امیر و غریب اور آقا و ملازم کے تعلقات پر اس نے روشنی ڈالی ہے، اقوام و ملل اور حکومتوں کے باہمی تعلقات کو اس نے واضح کیا ہے، الغرض تمدن انسانی کا کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جس کے متعلق اسلام نے تفصیلی تعلیم نہ دی ہو۔ پھر اجتماعی زندگی کے احساس کو قوی سے قوی تر کرنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی اہمیت واضح کرنے کے لئے اسلام نے ایک نہایت ہی لطیف نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور وہ یہ کہ اس نے ہر مسلمان کو باور کرایا ہے کہ وہ اپنی ذات میں ایک فرد ہی نہیں ہے بلکہ اپنی حیثیت

اور مقام کے مطابق بمنزلہ جماعت بھی ہے کیونکہ ہر شخص اجتماعی زندگی کے ایک شعبہ یا دائرہ میں محکوم ہے تو کسی نہ کسی دوسرے شعبہ یا دائرہ میں وہ اس طور پر حاکم بھی ہے کہ اس شعبہ یا حلقہ کا تمام تر انحصار اسی پر ہے اور وہ اپنی جگہ اس کے متعلق جوابدہ ہے۔ اسیطرح کوئی شخص بھی اجتماعی زندگی میں بیک وقت محکوم اور حاکم ہونے کی حیثیت میں دوہری ذمہ داریوں سے بری قرار نہیں پا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان دوہری ذمہ داریوں کو باحسن وجوہ ادا کرکے اجتماعی زندگی کے جملہ تقاضوں کو پورا کرے۔ یہ وہ لطیف نکتہ ہے جسے ہم بجا طور پر اجتماعی زندگی کی جان کہہ سکتے ہیں، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس لطیف نکتہ کی طرف ایک حدیث میں توجہ دلائی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کو اجتماعی زندگی کی دوہری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ
عَنْ رَعِيَّتِهٖ۔ اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ
عَنْ رَعِيَّتِهٖ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي اَهْلِهٖ
وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ. وَالْمَرْاَةُ
رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ
عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ
سَيِّدِهٖ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ
فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ
رَعِيَّتِهٖ۔

(متفق علیہ)

یعنی تم میں سے ہر ایک مثل گڈریئے کے ہے اور ان لوگوں اور چیزوں کے متعلق پورا ذمہ دار ہے جو اس کے سپرد کئے گئے ہیں۔ بادشاہ کے سپرد ایک جماعت کی گئی ہے اور وہ ان کا ہر طرح ذمہ دار اور جوابدہ ہے اور مرد کے سپرد ایک خاندان ہے اور وہ اس خاندان کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے اور عورت کے سپرد اولاد کی تربیت اور حفاظت ہے اور وہ اس کی ذمہ دار اور جوابدہ ہے اور نوکر کے سپرد اس کے آقا کی جائداد اور مال ہے اور وہ اس کا ذمہ دار اور جوابدہ ہے پس تم سب کے سب اپنے اپنے دائرہ میں اپنی جگہ مثل گڈریئے کے نگران ہو اور اپنی اپنی رعیت کے متعلق جوابدہ ہو۔

اسیطرح ایک اور حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجتماعی زندگی کی اہمیت اور اسکی کیفیت کو ایک نہایت ہی لطیف مثال سے واضح فرمایا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَرَاحُمِهِمْ
وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ

یعنی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مومنوں کو باہم ایک دوسرے پر رحم کرنے اور محبت و احسان کرنے میں ایک جسم کی طرح پائے گا۔ اور جب تو جسم کے کسی عضو کو بیمار پاتا ہے تو

كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (بخاری کتاب الادب)

جسم کے تمام اعضاء اس ایک بیمار عضو کی وجہ سے ایک دوسرے کو بے خوابی اور بخار کی دعوت دیتے ہیں یعنی سب کے سب بے کل قرار ہو جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس اجتماعیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مومنوں کو بنیان مرصوص یعنی سیسہ پلائی ہوئی دیوار قرار دیا ہے (الصف آیت ۵) اس میں مومنوں کی اجتماعی زندگی میں دوام و استحکام کی کیفیت کی طرف نہایت لطیف پیرایہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسی نسبت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:-

اَلْمُسْلِمُ لِلْمُسْلِمِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا (بخاری)

یعنی مسلمانوں کی مثال ایک دیوار کی ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو تقویت بخشتی ہے۔

الغرض عبادات کے لحاظ سے دیکھا جائے یا عام تمدنِ انسانی کے اعتبار سے اسلام نے اجتماعیت پر بہت زور دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں زندگی کا حقیقی تصور محض اجتماعی زندگی میں ہی ہے۔ اسی لئے احکام و اعمالِ شریعت کے ہر شعبہ میں یہی حقیقت بطور بنیاد اور اساس کے نظر آتی ہے۔

اس ہمہ گیر اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور اسے استحکام بخشنے کے لئے ضروری ہے کہ اس اجتماعیت کے پیچھے کوئی ایسی ہیئت حاکمہ یا مرکزی قوت ہو جو اس کے لئے ایک رنگ میں اساس کا کام دے اور جو اس کی بقائے دوام کی ضامن ہو۔ اس اساس اور اس مرکزیت کے بغیر یہ اجتماعیت اپنی ظاہری ہمہ گیری کے باوجود قائم و دائم نہیں رہ سکتی۔ سو اسلام نے اِس اجتماعیت کی اساس اور مرکزی قوت خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اور رسول کے نائبین کی حیثیت میں اس کے خلفاء کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والاصفات اس اجتماعی زندگی کے لئے مرکز کا حکم رکھتی ہے اور علی الترتیب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت علی منہاج نبوت جس کے قیام و اجراء کا حسب آیتِ استخلاف اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ سے وعدہ کیا ہے وہ محور ہے جس کے گرد یہ اجتماعیت گھومتی اور چکر لگاتی ہے۔ یہ خلافت بھی اللہ اور رسول کے منشاء اور فرمودات کے بموجب امت کے اتحاد و اتفاق اور ایک رنگی و یک جہتی کو ترقی دینے اور اسے مستحکم سے مستحکم تر بنانے کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حسب وعدہ آپ کے بعد قائم ہونے والی خلافت علی منہاج نبوت کو قرآن مجید میں حَبْلُ اللّٰهِ قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران آیت ۱۰۴) کہ سب مل کر حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقہ کی راہ پر گامزن نہ ہو۔ حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑنے کے حکم سے صاف عیاں ہے کہ حبل اللہ تفرقہ سے بچانے اور متحد و متفق رکھنے کا ذریعہ ہے۔

حبل کے ایک معنے رسّی کے ہیں جس سے بکھری ہوئی اور منتشر اشیاء کو باندھ کر اکٹھا کر دیا جاتا ہے۔ ان معنوں کی رو سے بدرجۂ اولیٰ حبل اللہ سے مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو دنیا میں مبعوث ہی اس لئے فرمایا تھا کہ آپ بھٹکی ہوئی اور پراگندہ و منتشر انسانیت کو راہ راست پہ لاکر ایک مرکز پر جمع کریں اور ان میں اتحاد و اتفاق کی ایسی روح پھونکیں کہ وہ سگے بھائیوں کی طرح باہم دگر ایک نظر آنے لگیں۔ چنانچہ آپ نے دنیا میں مبعوث ہوکر ان لوگوں کو جو صدیوں سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آرہے تھے اور درندگی و خونخواری میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ آپس میں بھائی بھائی بنا دیا اور اپنی قوت قدسی کی مدد سے انہیں ایک ایسی ناقابل تسخیر وحدت میں ڈھال دکھایا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند متحد و مربوط اور مستحکم و مضبوط نظر آنے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے سورۃ آل عمران میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان کارنامہ کا ذکر کرکے مسلمانوں کو حضورؐ کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رکھنے اور اس کے مطابق اپنے اعمال و کردار کو ڈھالنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اگرچہ خلفاء بھی نائب رسولؐ ہونے کی حیثیت میں ان معنوں کی رو سے حبل اللہ ہی کا درجہ رکھتے ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ نور نبوت کے امتداد کے لئے ہی انہیں اس منصب جلیل پر فائز کرتا ہے تاہم حبل کے لفظ میں اس کے ایک اور معنوں کی رو سے خاص خلفاء کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اور وہ معنے یہ ہیں کہ لغت کی رو سے حبل امن و امان اور تحفظ و سلامتی کے وعدے اور یقین دہانی کو بھی کہتے ہیں چنانچہ آیت استخلاف (النور رکوع ۷) میں اللہ تعالےٰ نے جہاں امت مسلمہ میں بعض شرائط کے ساتھ قیام خلافت کا وعدہ کیا گیا ہے وہاں یہ بھی یقین دلایا ہے کہ اس وعدہ کی رو سے وہ مسلمانوں کی خوف کی حالت کو امن کی حالت میں بدل دے گا۔ یعنی جب بھی ان کے لئے خوف کی حالت پیدا ہوگی وہ خلافت کی برکت سے اسے امن کی حالت میں بدلتا چلا جائے گا جیسا کہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ سو گویا قیام خلافت کا وعدہ امن و امان اور تحفظ و سلامتی کا وعدہ ہے اور خلفاء جن کے ذریعہ یہ وعدہ پورا ہوتا ہے حبل اللہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

پس وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی وابستگی محبت و عقیدت اور آپؐ کی کامل اطاعت کے ساتھ ساتھ آپؐ کے بعد

قائم ہونے والے نظام خلافت کو بھی مضبوطی سے پکڑے رہو۔ یعنی خلفاء کے ساتھ بھی دلی وابستگی، محبت و عقیدت اور ان کی کامل اطاعت کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرو۔ یہ امر تمہیں تفرقہ سے بچا کر باہم متحد و متفق رکھنے کا موجب ہوگا اور تمہارا یہ اتحاد تمہیں دین و دنیا میں کامیاب و کامران ثابت کر دکھائے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دلی وابستگی اور محبت و عقیدت اور کامل اطاعت میں آپ کے نائب ہونے کی حیثیت میں آپ کے خلفاء بھی شریک ہیں۔ جس طرح مامور من اللہ کے ساتھ دلی وابستگی، محبت و عقیدت اور اس کی اطاعت ضروری ہے بعینہٖ اسی طرح خلفاء کے ساتھ دلی وابستگی اور محبت و عقیدت اور ان کی اطاعت ضروری ہے۔

پھر قرآن مجید سے تو پتہ لگتا ہے کہ یہ دلی وابستگی اور محبت و عقیدت اور اطاعت کا جذبہ ایسا ہونا چاہیئے کہ تمام دنیوی رشتوں اور تعلقات اور خاندانی حالتوں میں اس کی مثال نہ ملتی ہو حتیٰ کہ اس راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو اس سے دریغ نہ کیا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ
اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ
بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ
كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا
اِلٰٓى اَوْلِيٰۗىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ
ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝
(الاحزاب آیت ۷)

یعنی نبی کا مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے (اور یہ کہ نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے مراد یہ کہ بہت ہی شفقت کرنے والا ہے) اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رحمی رشتہ داروں میں سے اللہ کی کتاب کے مطابق بعض بعض سے زیادہ قریبی ہیں بہ نسبت غیر رشتہ دار مومنوں اور مہاجروں کے۔ ہاں تمہارا اپنے مومن اور مہاجر دوستوں سے نیک سلوک کرنا واجب ہے یہ بات قرآن میں لکھی جا چکی ہے

مومنوں سے نبی کو جو نسبت حاصل ہے اسکی عظمت و اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کے بالمقابل نبی کے ساتھ اولیٰ کا لفظ استعمال کیا ہے اولیٰ کے ایک معنے ہیں قریب تر۔ ان معنوں کی رو سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نبی مومنوں سے ان کی اپنی جانوں کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ان پر بہت ہی زیادہ شفقت کرنے والا ہے۔ پھر اولیٰ کے ایک معنی مقدم کے بھی ہیں۔ ان معنوں کی رو سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ نبی کا وجود مومنوں کے لئے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ نبی کا مسلمانوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اولیٰ

کے ان دونوں معنوں کی رو سے آیۂ کریمہ کا مطلب یہ ہوا کہ مومنوں کو نبی کے ساتھ جو ان کے ساتھ بے انتہا شفقت کرنے والا وجود ہے خود بھی بے انتہا محبت کرنی چاہیئے اور اسے اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں یعنی نبی کے بعد تعلق داری کے اعتبار سے دوسرا درجہ ان کا ہے۔ اس کے بعد خونی رشتوں کا ذکر ہے۔ اور پھر عام مومنوں کے ساتھ حسن سلوک کا۔ یہ ترتیب صاف ظاہر کر رہی ہے کہ نبی کا وجود اور اس سے محبت کا مقام تمام خونی رشتوں حتیٰ کہ مومن کی اپنی جان سے بھی بالا اور مقدم ہے۔ مراد یہ کہ مومنوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسی دلی وابستگی اور محبت و عقیدت ہونی چاہیئے کہ اس کی مثال غیر رشتہ دار مومن تو رہے ایک طرف قریب ترین خونی رشتوں میں بھی نہ پائی جاتی ہو حتیٰ کہ مومن کو خود اپنی جان بھی اس وابستگی اور محبت و عقیدت کے سامنے سراسر ہیچ اور بے حقیقت نظر آئے۔ سو گویا اللہ تعالےٰ کی ذات کے بعد تمام محبتوں اور عقیدتوں کا محور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہے، مومنوں کی محبتوں اور عقیدتوں کا محور ہونے کا مقام اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو حاصل ہے تو وہ صرف اور صرف آپؐ کے خلفاء ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں بھی آپ کے ساتھ حبل اللہ قرار دے کر انہیں آپؐ کے نائبین کی حیثیت سے دلی وابستگی اور محبت و عقیدت نیز اطاعت کا سزاوار ٹھہرایا ہے۔ بس درجہ اور مقام کے لحاظ سے خدا اور رسولؐ کے بعد اگر مومنوں کی محبت و عقیدت دلی وابستگی اور اطاعت کا کوئی محور ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف خلیفۂ وقت کی ذات ہے۔ خلیفۂ وقت کے سوا افرادِ امت میں سے کوئی اور فرد خواہ وہ لوگوں کی نگاہ میں کتنا ہی متقی و پرہیز گار اور شب بیدار و عبادت گزار کیوں نہ ہو اس رنگ میں محبتوں اور عقیدتوں یا اطاعت کا محور نہیں ہو سکتا۔ خدا اور رسولؐ کے بعد سب سے اعلیٰ و اولیٰ اور سب سے بلند و بالا خلیفۂ وقت کا وجود ہے اور وہی مومنوں کی تمام تر محبتوں اور عقیدتوں کا محور ہے۔ اولی الارحام اور دوسرے مومنوں کا درجہ اس کے بعد ہے۔ جو شخص بھی جماعتِ مومنین میں شامل ہونے کے باوجود خلیفۂ وقت سے اعراض کر کے اپنی محبت و عقیدت، دلی وابستگی اور اطاعت کو کسی اور کے ساتھ خاص کرتا ہے وہ اللہ اور رسولؐ کا نافرمان ہے۔ عند اللہ حقیقی مومن وہی ہیں جو خدا اور رسولؐ کے بعد اپنی وابستگی، محبت و عقیدت، اور اطاعت کو خلیفۂ وقت کے ساتھ خاص کریں، سارے دل اور ساری جان کے ساتھ اسی کی طرف متوجہ ہوں، اور اس کی اطاعت میں ہی فنا ہونے کو سعادتِ عظمےٰ سمجھیں اور اس کے بالمقابل تمام دوسری وابستگیوں، محبتوں، عقیدتوں اور اطاعتوں کو جو درجہ بدرجہ واجب ہیں موخر رکھیں۔ اس کے بغیر وہ جماعتی نظام اور اجتماعی روح جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسلام میں اجتماعیت کا اصل الاصول یہی ہے کہ خدا اور رسولؐ کے بعد صرف اور صرف خلیفۂ وقت کو اتحادِ امت کی اساس یقین کر کے امورِ معروفہ

میں اسی کو تمام تر محبتوں، عقیدتوں، وابستگیوں اور اطاعت کا محور سمجھا جائے اس کے بغیر حقیقی اتحاد قائم ہو ہی نہیں سکتا اور وہ اجتماعیت جو مومنوں کو حزب اللہ کے زمرہ میں شمولیت کے شرف سے مشرف کرتی ہے۔ معرضِ وجود میں آہی نہیں سکتی۔

اِس آخری زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر اتحاد و ائتلاف کی از سرِ نو ایک بہت وسیع اور مضبوط بنیاد پر قائم فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ کو خلافت کی عظیم الشان نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ جو قرآن مجید کی واضح آیات کی رو سے حبل اللہ کا درجہ رکھتی ہے۔ خلافت کا یہ آسمانی نظام جماعتی اتحاد و ائتلاف کی حتمی اور یقینی ضمانت ہے۔ فی الحقیقت یہی وہ اساس ہے جس پر جماعتی نظام اور باہمی اتحاد و ائتلاف کی پوری عمارت قائم ہے۔ خلافت احمدیہ کا اصل الاصول وہی عہد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت سلسلۂ بیعت کا آغاز کرتے ہوئے جملہ بیعت کنندگان سے لیا تھا۔ اور وہ شرائط بیعت میں دسویں شرط کے طور پر ان الفاظ میں درج ہے:۔

"بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرلے کہ ———— اس عاجز سے عقدِ اخوت میں محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اُس پر تا وقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقات اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔"

(اشتہار ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

یہ عہد اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ... الخ کی روح کے عین مطابق ہوتے ہوئے فی الاصل ایک قرآنی عہد ہے۔ اسی عہد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حسب بشارات خلافتِ احمدیہ معرض وجود میں آئی اور اُس وقت سے بحمد للہ آج تک جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری و ساری رہے گی۔

ابھی حال ہی میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں خلافتِ ثانیہ کے انتہائی مقدس و بابرکت دَور کے تسلسل میں خلافتِ ثالثہ کے نئے مقدس و بابرکت دَور سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس نے ہمیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر ایک دفعہ پھر اسی عہد کی تجدید کی توفیق بخشی ہے جو خلافت احمدیہ کا اصل الاصول ہے۔ ہم نے حضور ایدہ اللہ سے عقد اخوت میں محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہنے کا عہد کیا ہے اور یہ عہد بھی کیا ہے کہ ہم بفضل اللہ تعالےٰ اس عقد اخوت میں ایسے اعلیٰ درجے کے

ثابت ہوں گے کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقات اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جائے گی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے اس عہد کو جو ہم آج سے ۷۷ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر باندھ کر آپ کے بعد آپ کے خلفاء کے ہاتھ پر نسلاً بعد نسل باندھتے چلے آ رہے ہیں ہمیشہ اپنے ذہنوں میں مستحضر رکھیں اور اسے ایک لمحہ کے لئے بھی فراموش نہ ہونے دیں۔ اس عہد کو بدل و جان پورا کرنے پر ہی ہمارے حزب اللہ میں شامل رہنے کا دار و مدار ہے۔

اس نہایت ہی اہم عہد کو پورا کرنے کا طریق یہ ہے کہ ہم قرآنی حکم کے بموجب اپنے سارے دل اور ساری جان کے ساتھ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے دامن کے ساتھ وابستہ رہیں۔ آپ سے ایسی محبت رکھیں اور آپ کی اطاعت میں ایسے گم ہوں کہ اپنا سب کچھ حتیٰ کہ جان تک فدا کرنے کے لئے ہر دم تیار نظر آئیں ہماری ساری توجہ، ساری محبت و عقیدت اور اطاعت قرآنی حکم کے بموجب خدا اور رسولؐ اور مسیح موعودؑ کے بعد اب آپ ہی کے ساتھ خاص ہو۔ خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئیوں کے بموجب آپ کو اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ اب ہماری تمام تر توجہات، تمام تر عقیدتوں، تمام تر محبتوں اور تمام تر اطاعتوں کا مرکز و محور آپ ہی کی ذاتِ والا صفات ہونی چاہیئے۔ خدائی فیصلہ کے بعد جماعت میں اب یہ مقام بجز آپ کے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ ہمارے مثالی اتحاد و اتفاق، ہماری ضرب المثل کا درجہ رکھنے والی اجتماعیت، عند اللہ حزب اللہ میں ہماری شمولیت اور ہمارے ذریعہ رونما ہونے والے اسلام کے موعودہ غلبہ کا راز اسی میں ہے کہ ہم اس اصل الاصول کو مضبوطی سے پکڑے رہیں کہ ہماری محبت و عقیدت اور اطاعت اب آپ ہی سے خاص ہے اور عہد طاعت در معروف کے تحت اب آپ ہی کا ہر ارشاد ہمارے لئے واجب التعمیل ہے۔ آپ کا وجود باجود ہی وہ مرکز و محور ہے جس کے گرد بلا استثناء ہم سب کی محبتیں اور اطاعتیں گھومتی اور چکر لگاتی ہیں۔ جماعت میں عند اللہ دوسرے ذی مرتبت اصحاب حتیٰ کہ خود نظام جماعت کی اطاعت بھی آپ ہی کے واسطے اور وسیلہ سے فرض ہے۔ اسی اصل الاصول پر ہم آج تک بحیثیت جماعت ترقی کرتے چلے آ رہے ہیں، اسی اصل الاصول کی بدولت ہمیں اسلام کو دنیا میں پھیلانے اور اسے سربلند کرنے کی توفیق مل رہی ہے اور اسی اصل الاصول کے طفیل ہمیں عند اللہ حزب اللہ اور غلامان محمدؐ میں شمولیت کا شرف حاصل ہے۔ آئندہ بھی اسی اصل الاصول کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہنے سے غلبۂ اسلام کے وہ تمام وعدے جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ کئے ہیں پورے ہوں گے اور دنیا اس قرآنی صداقت کے بتمام و کمال عملی ظہور کا ایک دفعہ پھر مشاہدہ کرے گی کہ فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بلند مرتبہ ومقام کے حقیقی عرفان سے ہمیشہ ہی بہرہ ور رکھے اور قرآنی حکم کے بموجب خدا اور رسولؐ اور مسیح موعودؑ کے بعد امور معروفہ میں اپنی تمام تر محبتوں، عقیدتوں اور اطاعتوں کو ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ خاص رکھنے اور اس طرح حزب اللہ میں شامل رہتے ہوئے عند اللہ فائز المرام ہونے کی توفیق عطا فرماتے۔ ہم خدا تعالیٰ کے خاص الخاص فضل کے نتیجہ میں اپنے عہد طاعت در معروف اور بے مثل عقد اخوت میں ایسے ثابت قدم نکلیں کہ شیطان ہم سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے اور وہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی اپنے اس عہد سے جو ہماری اجتماعیت کا اصل الاصول ہے منحرف کرنے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔ اے ارحم الراحمین تو ایسا ہی کر اور ہم پر ہمیشہ اپنے فضل کا سایہ رکھ۔ آمین اللّٰھم آمین۔

سچا خدا پرست

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کر سکتا جب تک باوجود اولاد کے بے اولاد نہ ہو، اور باوجود مال کے دل میں مفلس و محتاج نہ ہو، اور باوجود دوستوں کے بے یار و مددگار نہ ہو، یہ ایک مشکل مقام ہے جو انسان کو حاصل کرنا چاہیئے، اسی مقام پر پہنچ کر وہ سچا خدا پرست بنتا ہے۔"

(ملفوظات جلد ۹ ص۱۱۵، ص۱۱۶)

؛. کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ؛.

نماز میں لذّت اور سرور حاصل کرنے کا طریق

چاہیئے کہ انسان اس کے لئے بھی خدا ہی سے دعا کرے

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی عظمت و اہمیت اور اس کی عظیم الشان برکات و تاثیرات پر روح پرور انداز میں روشنی ڈال کر واضح فرمایا ہے کہ جب تک نماز میں لذت اور سرور کی کیفیت پیدا نہ ہو اس وقت تک وہ اپنے اصلی معنوں کی مد سے نماز نہیں کہلا سکتی۔ اور نہ ایسی بے کیف نماز پر اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی ضمن میں حضورؑ نے اس امر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ نماز میں لذّت اور سرور حاصل کرنے کا طریق کیا ہے۔ حضور علیہ السلام کے پر معارف ملفوظات کا یہ بیش قیمت حصہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے (ادارہ)

"میں دیکھتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسی لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اُس لذّت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نماز کے اندر رکھا ہے۔ بڑی بھاری وجہ کسل کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتے۔ پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اس مزے کو انہوں نے چکھا۔ اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور مؤذن اذان دے دیتا ہے پھر وہ سننا بھی نہیں چاہتے۔ گویا (اذان سننے سے بھی) ان کے دل دکھتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں۔ بعض لوگ یہاں بھی ایسے ہیں

ان کی دکانیں دیکھو تو مسجد کے نیچے ہیں اگر کبھی مسجد میں جا کر کھڑے بھی تو نہیں ہوتے۔

پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ سے نہایت سوز اور جوش کے ساتھ یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ جس طرح اُس نے پھلوں اور اشیار کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بھی ایک بار مزہ چکھا دے۔ کھایا ہوا یاد رہتا ہے دیکھو اگر کوئی شخص کسی خوبصورت کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اسے خوب یاد رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اس کی ساری حالت اس کے بالمقابل مجسّم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھ کر سردی میں وضو کر کے خواب راحت چھوڑ کر اور کئی قسم کی آسائشوں کو چھوڑ کر پڑھنی پڑتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے۔ وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اس کو اطلاع نہیں ہے۔ پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو۔

میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیتا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور زیرک انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اس کو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کو حاصل کرنا ہو اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کے مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کر وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جائے گی۔ پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے انّ الحسنات یذھبن السیّئات نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں۔ پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھ کر دعا کرے کہ وہ نماز جو صدیقوں اور محسنوں کی ہے نصیب کرے۔

یہ جو فرمایا ہے کہ انّ الحسنات یذھبن السیّئات یعنی نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے، یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ، وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ ان کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کا نام حسنات نہیں رکھا۔ اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا ہے اور الصلوٰۃ کا لفظ نہیں رکھا باوجودیکہ معنی وہی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض

کی تاثیر اس میں موجود ہے، وہ نماز یقیناً یقیناً برائیوں کو دور کر دیتی ہے۔ نماز نشست و برخاست کا نام نہیں۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہے جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے۔ ارکانِ نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے اظلال ہیں۔

انسان کو خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاراں میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کے لئے کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمال ادب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں۔ اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جائیں اور اسے ایک بارگراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتلاؤ اس میں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔ یہ اُس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے

میں اس کو اور کھول کر کہنا چاہتا ہوں کہ انسان جس قدر مراتب طے کر کے انسان ہوتا ہے یعنی کہاں نطفہ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنی مختلف قسم کی اغذیہ اور ان کی ساخت اور بناوٹ اور پھر نطفہ کے مختلف مدارج کے بعد بچہ، پھر جوان، پھر بوڑھا ——— غرض ان تمام عالموں میں جو اس پر مختلف اوقات میں گزرے ہیں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اس کے ذہن میں کھچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈال دے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دے کر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈال دے اس کا فیضان اور پرتو اس پر نہیں پڑتا۔ اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر کوئی حظ نہیں ہے۔ اس مقام پر انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع ہو جاتا ہے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام صلوٰۃ ہے یہ سیئات کو بھسم کر جاتی ہے اور اپنا

جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے جو سالک کو راستے کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اس کی راہ میں ہوتے ہیں آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جب کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے ہاتھ میں، نہیں نہیں، اس کے شمع دانِ دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے آ کیونکر سکتا ہے۔ انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا، فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض اسے ایسی لذّت اور ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں۔"

منقول از ٹریکٹ بعنوان "حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر ایک خط"
مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی — بحوالہ ملفوظات جلد ۹ صفحات ۱۰۶تا۱۰۹

اعلیٰ درجہ کی دعا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نماز بڑی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے مگر افسوس لوگ اس کی قدر نہیں جانتے اور اس کی حقیقت صرف اتنی ہی سمجھتے ہیں کہ رسمی طور پر قیام رکوع سجود کر لیا اور چند فقرے طوطے کی طرح رٹ لئے خواہ اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ ایک اور افسوسناک امر پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے ہی مسلمان نماز کی حقیقت سے ناواقف تھے اور اس پر توجہ نہیں کرتے تھے اس پر بہت سے فرقے ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے نماز کی پابندیوں کو اڑا کر اس کی جگہ چند وظیفے اور ورد قرار دے دیئے۔ . . . ہمارا اپنا اور ان راستبازوں کا جو پہلے ہو گزرے ہیں ان سب کا تجربہ ہے کہ نماز سے بڑھ کر خدا کی طرف لے جانے والی کوئی چیز نہیں"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۰۹، صفحہ ۱۱۰)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانٍ

(کیا تو اس دنیا کے عیش کو ڈھونڈتا ہے اس کے تمام عیش فانی ہیں)

أَتَخْطُبُ عِزَّةَ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ ۔۔۔ أَتَطْلُبُ عَيْشَهَا وَالْعَيْشُ فَانٍ

کیا تو اس دنیا ناکارہ کی عزت کا طالب ہے، کیا تو اس دنیا کے عیشوں کو ڈھونڈتا ہے اور اسکے تمام عیش فانی ہیں

أَتَرْضَى يَا أَخِي بِالْخَانِ حُمْقاً ۔۔۔ وَتَنْسٰى وَقْتَ تَبْدِيلِ الْمَكَانِ

اے بھائی کیا تو سرائے میں رہنے میں اپنے حمق سے راضی ہوگیا اور اس وقت کو بھلا دیا جو تبدیل مکانی کا وقت ہے

عَلٰى بُسْتَانِ هٰذَا الدَّهْرِ فَأْسٌ ۔۔۔ فَكَمْ شَجَرٍ يُجَاحُ مِنَ الْأَهَانِ

اس دنیا کے باغ پر تبر رکھا ہے سو بہت سے درخت جڑ سے اکھیڑے جا رہے ہیں

وَكَمْ عُنُقٍ تُكَسِّرُهَا الْمَنَايَا ۔۔۔ وَكَمْ كَفٍّ وَكَمْ حُسْنِ الْبَنَانِ

اور موتیں بہت سی گردنوں کو توڑ رہی ہیں اور بہت سی ہتھیلیاں اور بہت سی خوبصورت پوریں ٹوٹی چلی جارہی ہیں

تَرٰى فِي سَاعَةٍ سُرُرًا لِرَجُلٍ ۔۔۔ وَفِي الْأُخْرٰى تَرَاهُ عَلَى الْإِرَانِ

اور تو یہ تماشہ دیکھ رہا ہے ایک گھڑی ایک مرد کے لئے کئی تخت بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر دوسری گھڑی میں وہی مرد تابوت میں پڑا ہوا ہوتا ہے

وَإِنِّي نَاصِحٌ خِلٌّ أَمِينٌ ۔۔۔ وَيَدْرِي نُوْرَ عِلْمِي مَنْ يَّرَانِي

اور میں ایک نصیحت دینے والا دوست اور امین ہوں اور جو شخص مجھے دیکھے وہ میرے نورِ علم کو معلوم کرلے گا

يُكَرَّمُ جَاهِلٌ قَبْلَ ابْتِلَاءٍ ۔۔۔ وَقَدْرُ الْحَبْرِ بَعْدَ الْاِمْتِحَانِ

جاہل کی تعظیم آزمائش سے پہلے ہوتی ہے اور دانا آدمی کی تعظیم اس کے امتحان کے بعد کی جاتی ہے۔

(ازالۂ اوہام حصہ اول)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مصطفےٰ مہرِ درخشانِ خدا است

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا چمکتا ہوا آفتاب ہیں)

مصطفےٰ مہرِ درخشانِ خدا است — بر عدوش لعنتِ ارض وسما است

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں۔ آپ کے دشمن پر زمین و آسمان کی لعنت ہے

ایں نشانِ لعنت آمد کایں خساں — ماندہ اندر ظلمتے چوں شپرّاں

لعنت کا یہی تو نشان ہے کہ یہ ذلیل لوگ چمگادڑوں کی طرح اندھیرے میں پڑے ہیں۔

نے دلِ صافی نہ عقلِ راہ بیں — راندۂ درگاہِ ربّ العالمیں

نہ ان کا دل پاک ہے نہ ان کی عقل راستہ دیکھنے والی ہے وہ ربّ العالمین کی درگاہ سے مردود ہیں۔

جاں کُنی صد کن بکینِ مصطفےٰ — رہ نہ بینی جز بدینِ مُصطفےٰ

آنحضرتؐ کی دشمنی میں سینکڑوں دفعہ بھی تیری نوبت جانکنی تک پہنچ جائے پھر بھی تو آنحضورؐ کے دین کے سوا ہدایت کا راستہ نہ پائے گا

تا ز نورِ احمدؐ آید چارہ گر — کس نمے گیرد ز تاریکی بدر

جب تک احمدؐ کا نور چارہ گر نہ ہوگا تب تک کوئی اندھیرے سے باہر نہیں نکل سکتا۔

از طفیلِ اوست نورِ ہر نبی — نامِ ہر مرسل بنامِ او جلی

ہر نبی کا نور آپ ہی کے طفیل سے ہے اور ہر رسول کا نام آپ کے نام کی وجہ سے روشن ہے۔

آں کتابے ہمچو خورداد شش خدا — کز رخش روشن شد ایں ظلمت سرا

خدا نے آپ کو سورج کی طرح ایک ایسی روشن کتاب عطا کی کہ آپ کے نورانی روشن سے یہ اندھیرا جہان چمک اٹھا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صد ۵۲۳)

سرزمینِ انگلستان میں پھونکی جانیوالی

آسمانی قرناء

سلطان البیانؓ کا سحر آفریں خطاب!

(از انادات قلم سلطان البیان حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سلطان البیان سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ۱۹۲۴ء میں انگلستان تشریف لے جاکر کانفرنس مذاہبِ عالم منعقدہ لندن میں جو معرکۃ الآراء لیکچر دیا تھا اس کے آخر میں آپ نے اہل انگلستان ہی نہیں مشرق و مغرب میں بسنے والی جملہ اقوام و ملل اور ان کے افراد کو نہایت ہی پرجوش و ولولہ انگیز اور مسحور کن انداز میں قبولِ حق کی دعوت دی تھی۔ حضرت سلطان البیانؓ کا یہ سحر آفریں خطاب سرزمین انگلستان میں پھونکی جانے والی ایک آسمانی قرنا تھی جس نے اہل مغرب کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ آج اسلام میں اہل مغرب کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اور ان کے مزاج میں خوشکن تبدیلی ۴۴ سال قبل پھونکی جانے والی اس آسمانی قرنا ہی کی مرہون منت ہے۔ اس سحر آفریں خطاب کا اختتامی حصہ جو دعوۃ الی الحق پر مشتمل ہے اور باقی لیکچر کی طرح مستقل افادیت کا حامل ہے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

"اے بھائیو اور بہنو! خدا نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے تا ہم اُس کے جلال کے مظہر ہوں اور تا اُس کی صفات کو اپنے اندر جذب کریں۔ جب تک ہم اِس مقصد کو پورا نہ کریں ہم ہرگز کامیاب نہیں کہلا سکتے۔ ہماری دنیوی ترقیات کیا ہیں؟ ایک مشغلہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ یہ تمام ترقیات ہمارے کس کام کی۔ اگر ہم خدا کو اپنے پر ناراض کر لیتے ہیں اور ابدی ترقیات کے رستے اپنے اوپر بند کر لیتے ہیں اگر ہم دنیا کے سب سے بڑے موجد بھی ہیں لیکن اُس علم کی طرف توجہ نہیں کرتے جس کے ذریعے سے ہم

ابدی زندگی میں نور حاصل کر سکیں تو ہماری مثال اُس طالب علم کی ہے جو سارا دن کھیلتا رہتا ہے اور اس پر خوش ہو جاتا ہے کہ اس نے مقابلہ میں اپنے حریف کو پچھاڑ لیا لیکن وہ اس مقابلہ کی فکر نہیں کرتا جو اس کی ساری زندگی کو سدھارنے والا ہے۔ زندگی وہی ہے جو نہ ختم ہونے والی ہو اور راحت وہی ہے جو نہ مٹنے والی ہو اور علم وہی ہے جو ہمیشہ بڑھتا رہے پس ابدی زندگی اور دائمی راحت اور حقیقی علم کی طرف توجہ کرو تا دونوں جہان کا آرام پاؤ اور اسی طرح خدا تعالیٰ کو خوش کرو جس طرح کہ دنیا کے لوگوں کو خوش کرنا چاہتے ہو۔

اے بھائیو اور بہنو! خدا تعالیٰ نے تمہاری پریشان حالت کو دیکھ کر آپ تمہارے لئے رحمت کا دروازہ کھولا ہے اور خود تم کو بلانے کے لئے آیا ہے پس اُس کے احسان اور محبت کی قدر کرو اور اس کی نعمتوں کو رد نہ کرو اور اس کے احسانوں کو حقیر سمجھ کر ان سے مونہہ نہ پھیرو کہ وہ خالق ہے اور مالک ہے اور اس کے آگے کسی تکبر کرنے والے کا تکبر نہیں چلتا بڑھو اور اس کے فضل کے دروازہ میں داخل ہو جاؤ تا اسکی رحمت تم کو اپنی آغوش میں لے لے اور اس کے فضل کی چادر تم کو اپنے اندر لپیٹ لے۔

اے انگلستان کے رہنے والو! خدا نے تم کو دنیا میں عزت دی ہے مگر اس عزت کے ساتھ تمہاری ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے کیونکہ ہر ایک جو زیادہ احسان کے نیچے ہوتا ہے زیادہ ذمہ دار ہوتا ہے خدا نے تم کو سینکڑوں سالوں سے سمندروں کی حکمرانی عطا کی ہوئی ہے۔ تمہارا ملک سمندروں کی ملکہ کہلاتا ہے۔ مگر کیا کبھی تم نے اس بادشاہ کی طرف بھی توجہ کی جو سب عزتوں کا سرچشمہ ہے اور جس کی عنایت کی ایک نگاہ نے تم کو اس مرتبہ تک پہنچایا ہے۔ کیا تم نے کبھی معرفت کے سمندر کی بھی جستجو کی جو ہر اس شخص کے دل میں لہریں مارتا ہے جو اس کی تلاش کرے۔ آہ! تم شمال کی طرف گئے اور جنوب کی طرف گئے اور تم نے زمین پر ایک ایک چلّو پانی کو چھان مارا اور سب گہرائیوں کو دریافت کیا مگر افسوس! کہ ابھی تک معرفت کے سمندر کی تہہ معلوم کرنے کے لئے تم نے کبھی غوطہ نہیں مارا، نہ اُس کی دریافت کے لئے وفد بھیجے۔ تم نے جزیروں کی تلاش میں اور خشکیوں کی جستجو میں زمین کا چپہ چپہ دیکھ مارا اور تمہارے بڑوں نے ہر اک طرف کا رُخ کیا مگر تم کبھی اُس یار کی جستجو میں نہ نکلے جو ان سب زمینوں کا پیدا کرنے والا اور سب جزیروں کا بنانے والا ہے کیا یہ بھی دانش ہے کہ درخت سے گرے ہوئے بُور کو تو جمع کیا جائے لیکن پھل کو چھوڑ دیا جائے؟

اے بھائیو! میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا کی رحمت آج اسی طرح جوش میں آئی ہوئی ہے جس طرح آج سے سینکڑوں سال پہلے وہ جوش میں آئی تھی، جس طرح وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں

جوش میں آئی تھی، مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت بھی جوش میں آئی تھی، داؤدؑ کے وقت میں جوش میں آئی تھی، موسیٰؑ کے وقت بھی جوش میں آئی تھی، ابراہیمؑ کے وقت میں جوش میں آئی تھی، نوحؑ کے وقت میں جوش میں آئی تھی، اور اس کی معرفت کا سورج اسیطرح آج بھی چڑھا ہے جس طرح کہ پہلے نبیوں کے زمانہ میں چڑھا کرتا تھا ـــــ پس باہر نکلو اور کمروں کی بند ہوا کی بجائے عالمِ روحانی کی وسیع فضا میں خدا کی رحمت کی ٹھنڈی اور معطر ہوا سونگھو اور اس کی معرفت کے سورج کی خوشگوار روشنی اور چمک سے اپنی آنکھوں کو منور کرو کہ یہ دن روز روز نہیں چڑھا کرتے ۔ ۔ ۔ ۔

میں ویلز کے لوگوں سے کہتا ہوں کہ اے ویلز! تو اپنی محنت اور جانفشانی پر نگاہ کر اور دیکھ کہ تیری محنت میں سے کس قدر حصہ خدا کے لئے ہے؟ اور

اے سکاٹ لینڈ! تو اپنی آزاد زندگی پر فخر کرتا ہے۔ کیا تو نے خدا کی باتوں کے سمجھنے اور قبول کرنے میں بھی ویسی ہی آزادی دکھائی ہے جیسی کہ دوسرے امور میں؟ اور

اے آئرلینڈ کے لوگو! تمہاری حب الوطنی اور جوش ضرب المثل ہیں۔ مگر کیا تم نے اس محبت کا حصہ کچھ خدا کے لئے بھی نکالا؟ کیا اس کے پانے کے لئے بھی تم نے ویسا ہی جوش دکھایا جیسا کہ اپنے ملک کی حکومت کے لئے؟

اے نوآبادیوں کے لوگو! تم نوآبادیوں کے بسانے میں ایک خاص ملکہ رکھتے ہو اور نئی زمینوں کو شوق سے بساتے ہو مگر اب تک تم اُس عرفان کے جزیرے کو جو علم کے سمندر سے نکلا ہے بسانے سے کیوں غافل ہو؟.....

خدا تعالیٰ کی نعمتیں محدود نہیں ہوتیں۔ وہ ہر ایک ملک اور ہر ایک قوم کا خدا ہے۔ اور اُس کا سچا پرستار بھی شکلوں اور حد بندیوں کے چکر میں بند رہنا پسند نہیں کرتا۔ وہ بے شک اپنی قوم اور اپنے ملک کا خیر خواہ ہوتا ہے لیکن اس کی نظر قوم اور ملک سے بالا جاتی ہے وہ ان حد بندیوں سے بہت اوپر رہتا ہے۔ وہ تمام بنی نوع انسان کا خیر خواہ ہوتا ہے اور سب انسانوں میں اس برادرانہ تعلق کا نشان پاتا ہے جو رب العالمین خدا کی مخلوق ہونے کے سبب سے ان میں پایا جاتا ہے۔ کالے اور گورے، مغربی اور مشرقی، اپنے اور غیر اس کی نظر میں بحیثیت انسان ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی خیر خواہی اس کے دل میں راسخ اور ہر ایک کی محبت اس کے قلب میں موجزن ہوتی ہے۔ وہ درحقیقت رب العالمین خدا کا سچا مظہر ہوتا ہے۔

پس میں اپنے خطاب کو کسی خاص قوم تک محدود نہیں رکھتا نہ کسی خاص ملک تک۔ بلکہ میں سب دنیا کے لوگوں کو اس خدا کے پیغام کی طرف بلاتا ہوں جس نے اپنی تقسیم میں کسی قوم سے بخل نہیں کیا، جس نے اپنی رحمت کے دروازے ہر ایک ملک کے لوگوں کے لئے یکساں طور پر کھلے رکھے ہیں۔ اور کہتا ہوں کہ اے امریکہ

اور یورپ کے لوگو! اے آسٹریلیا اور افریقہ کے لوگو!! اے ایشیا کے باشندو!!! خواب غفلت کو ترک کرد اور آنکھیں کھولو۔ خدا کی محبت کا سورج قادیان کی گمنام سرزمین سے چڑھا ہے تا ہر اک کو اُس ازلی بادشاہ کے پیار کی یاد دلائے جو اسے اپنے بندوں سے ہے، تا شکوک و شبہات کی تاریکیاں مٹ جاویں، تا غفلت اور بے پرواہی کی سردیاں دور ہو جائیں، تا فسق اور فجور اور ظلم اور خونریزی اور فساد اور ہر قسم کی بدیوں کے راہزن جو انسان کے متاعِ ایمان اور دولتِ امن کو ہر وقت لوٹنے کی فکر میں رہتے تھے بھاگ جائیں۔ اور تاریک غاروں میں جا چھپیں جو ان کی اصلی جگہ ہے تا پاک دل اور پاک نفس بندے جو دنیا میں بمنزلہ فرشتوں کے ہیں اس کی روشنی کی مدد سے اس سانپ کا سر کچلیں جس نے حوّا اور آدم کی ایڑی کو ڈسا تھا اور شیطان کی زہریلی کچلیوں کو توڑیں۔ اور اس کے شر سے دنیا کو ہمیشہ کے لئے بچالیں۔

ہاں ہاں اے مشرق و مغرب کی زمینوں کے بسنے والو! سب خوش ہو جاؤ اور افسردگی کو دلوں سے نکال دو کہ آخر وہ دولہا جس کی تم کو انتظار تھی آ گیا۔ آج تمہارے لئے غم اور فکر جائز نہیں، آج تمہارے لئے حسرت و اندوہ کا موقع نہیں بلکہ خوشی و شادمانی کا زمانہ ہے مایوسی کا وقت نہیں بلکہ امیدوں اور آرزوؤں کی گھڑیاں ہیں۔ پس تقدیس کے سنگھار سے اپنے آپ کو زینت دو اور پاکیزگی کے زیوروں سے اپنے آپ کو سجاؤ کہ تمہاری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں اور تمہاری صدیوں کی خواہشیں پوری ہوئیں۔ تمہارا رب خود چل کر تمہارے گھروں میں آ گیا اور تمہارا مالک آپ تمہاری رضامندی کا طالب ہوا۔ آؤ آؤ کہ ہم سب اپنے بچوں والے تنازعات کو بھول کر اس کے فرستادہ کے ہاتھ پر جمع ہو جاویں اور اس کی حمد کے ترانے گائیں اور اس کی ثناء کے قصیدے پڑھیں اور اس کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑ لیں کہ پھر وہ یار لیگانہ کبھی ہم سے جدا نہ ہو، آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام
صفحہ ۲۶۶ تا ۲۷۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ سلسلہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اِس کی حفاظت کریں گے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۲۸)

صحابۂ مسیح موعودؑ کا جذبۂ عشق

دو ذاتی مشاہدوں کا تذکرہ

محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

(۱) ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں مَیں کشمیر گیا۔ سرینگر میں حضرت خلیفہ نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر ٹھہرا۔ ایک روز انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ واقعات سنائے اور آخر میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کی اطلاع آئی تو یقین نہ آتا تھا کہ وہ ہمارا پیارا ہم سے جدا ہوگیا ہے۔ بس اتنا کہا اور بچوں کی طرح چیخیں مار کر رونا شروع کر دیا۔ نہایت بے قابو ہوکر اسی طرح سے کچھ دیر تک روتے رہے۔

(۲) حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ گورداسپور میں کئی مرتبہ اس عاجز کے پاس آکر ٹھہرا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات سناتے رہتے تھے۔ ایک روز آپ نے سنایا کہ آپ لاہور سے حضورؑ کی ملاقات کے لئے قادیان آئے ہوئے تھے۔ واپس لاہور جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے لئے اندر سے کھانا منگوایا۔ خادم وہ کھانا بغیر کپڑے کے لے آیا۔ حضور علیہ السلام نے خادم کو فرمایا کہ مفتی صاحب اس طرح کھلا کھانا کس طرح لے جائیں گے۔ پھر حضورؑ نے اپنی پہنی ہوئی پگڑی کا سرا آگے کرکے اس میں سے کپڑا پھاڑ کر اس میں کھانا باندھ دیا۔

حضرت مفتی صاحبؓ یہ واقعہ سنا کر نہایت بے قرار ہوکر زار زار رونے لگ پڑے اور درود پڑھنا شروع کر دیا۔ آپ بیٹھک کا دروازہ اندر سے بند کرکے اس طرح بہت دیر تک درود پڑھتے رہے۔ کھانے کا یہ واقعہ سیرت المہدی (مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ) جلد دوم روایت ۴۳۰ میں مذکور ہے۔

پرانے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بہت سے واقعات سلسلہ کے لٹریچر میں آتے ہیں جن سے ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عشق نظر آتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی بعض واقعات اپنی تقاریر میں بیان فرمایا کرتے تھے جن میں سے ایک حضرت منشی اروڑے خان صاحب رضی اللہ عنہ کا بھی واقعہ ہے کہ کس طرح ان کی خواہش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں کچھ پونڈ پیش کرنے کی تھی لیکن بہت تھوڑی تنخواہ ہونے کی وجہ سے اُس وقت جمع نہ کر سکے۔ جب پونڈ جمع کرنے کے قابل ہوئے تو حضور علیہ السلام کا وصال ہو چکا تھا۔ پھر آپ وہ پونڈ لے کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ پونڈ پیش کئے اور چیخیں مار مار کر رو پڑے۔ اور کہنے لگے کہ جب ان کا محبوب زندہ تھا تو وہ پونڈ جمع نہ کر سکے اور اب پونڈ جمع ہوتے ہیں تو ان کا محبوب فوت ہو چکا ہے۔

وہ واقعات جو مَیں نے بیان کئے میرے سامنے ہوئے۔ ان پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے لیکن ان کا نقش میری طبیعت پر ایسا گہرا ہے کہ مٹ نہیں سکا اور نہ تا حیات کبھی مٹ سکے گا۔

خدائی نشانوں کی نا قدری نہ کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"نشانوں کی نا قدردانی دو طرح سے وقوع میں آتی ہے۔ ایک کفر و انکار سے اور ایک اس طرح سے کہ دو روز تک اس کے وقوع کے بعد واہ واہ کی جائے اور پھر اسے قطعاً فراموش کر ڈالا جائے اور خدا تعالےٰ کی عظمت و جبروت اس کے وقوع کے بعد نئے سرے دل پر وارد نہ کی جائے۔ سو مَیں دیکھتا ہوں کہ ہماری جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ نشانِ الٰہی کی چنداں پروا نہیں کرتے اور غفلت اور تساہل سے وقت گزارتے ہیں۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں کہ سوز و گداز ان کے افعال میں نظر نہیں آتا۔"

(بدر ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء)

انفاق فی سبیل اللہ اور اس کی اہمیت

خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے دس قرآنی طریق

مکرم پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔اے قائد عمومی مجلس مرکزیہ ربوہ

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (التغابن)

یعنی تمہارے اموال اور تمہاری اولاد صرف ایک آزمائش کا ذریعہ ہیں اور اللہ تعالےٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے اموال اور اولاد کو انسان کے لئے فتنہ اور آزمائش کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ مگر یہی دو چیزیں اس کے لئے زحمت کی بجائے رحمت بن جاتی اور اس کے فضلوں کی جاذب بن جاتی ہیں اگر انسان اپنے اموال اور اولاد کے سلسلہ میں خدا تعالےٰ کی بتائی ہوئی راہوں کو اختیار کرے اور ان پر گامزن ہو اپنی رضا کی راہوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران) خدا کے نیک بندے بننے اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اپنی محبوب چیزوں میں سے بعض کو خدا کی راہ میں خرچ کیا اور اسی کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اسی طرح سورۂ بقرہ میں اللہ تعالےٰ مومنوں کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ جو جو نعمتیں ہم انہیں دیتے ہیں، ان میں سے کچھ حصہ وہ خدا کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔

پس اولاد کے فتنہ اور آزمائش سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنی پیاری اولادوں میں سے بعض کو خدا تعالےٰ کے لئے وقف کردیں اور خدمتِ دین کے لئے فارغ کردیں اور ساتھ ہی یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں اس عہد کو باحسن طریق نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ بچپن ہی سے ان کی

تربیت ایسے رنگ میں کی جائے کہ وہ دین کے کاموں میں دلچسپی لیں۔ گھر میں دینی ماحول ہو، دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور نوافل کا چرچا ہو، خدا اور اس کے رسولؐ کی باتیں ہوتی ہوں، قرآن مجید سے شغف، خدمتِ دین کا عملی نمونہ ان کے سامنے ہو، سلسلہ کے کاموں کو ذاتی کاموں پر ترجیح دی جاتی ہو، ایسے ماحول میں پلنے بڑھنے اور تربیت پانے والی اولاد کے دل میں خدا کے فضل سے دین کے لئے درد اور خدمتِ دین کی تڑپ ہوگی۔ ایسی اولاد والدین کے لئے فتنہ کی بجائے باعثِ رحمت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ ان کی آنکھوں کے لئے سرور اور دل کی ٹھنڈک کا باعث ہوگی۔

اور اموال کو خدا کی راہ میں اور اس کے بتائے طریق پر خرچ کرنے سے وہ اموال ایک انسان کے لئے آزمائش اور فتنہ کی بجائے خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں اور اس کی بے انتہا رحمتوں کو کھینچ لانے کا باعث بن جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ چنانچہ قرآن مجید سے اپنے اموال کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے مندرجہ ذیل طریق معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ زکوٰۃ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِھِمْ صَدَقَۃً تُطَھِّرُھُمْ وَتُزَکِّیْھِمْ بِھَا۔ (ترجمہ) یعنی ان مومنوں سے جو اسلامی حکومت یا اسلامی نظام کے ماتحت ہیں صدقہ لے اس طرح تو ان کے دلوں کو پاک کرے گا اور ان کے اموال کو دوسرے لوگوں کے مال کی ملونی سے صاف کرے گا۔ صدقہ سے اس جگہ زکوٰۃ مراد ہے۔ جو لازمی ہے اور اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ مفروضہ کی ادائیگی کے بغیر اموال پاک نہیں ہوتے اور نہ مالدار انسان تقوےٰ کے کمال کو حاصل کر سکتا ہے۔ زکوٰۃ حکومت یا اسلامی نظام وصول کرتا اور خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ کا فلسفہ یہ ہے کہ ایک کان کا مالک کام کرنے والے مزدوروں کو ان کی مزدوری ادا کرنے کے بعد بھی ان کا حق ادا کر نہیں پاتا کیونکہ کان تو خدا کی پیدا کردہ ہے اور جس طرح وہ خود اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دار ہے اسی طرح اس سے فائدہ اٹھانے کے مزدور اور دوسرے لوگ بھی حق دار ہیں۔

ایک زمیندار زمین پر ہل چلاتا ہے محنت کرتا ہے اور پھل پاتا ہے مگر خدا کی پیدا کردہ زمین میں تو سبھی حصہ دار ہیں اس لئے دوسروں کا حصہ ادا کرنے کے لئے زمین سے حاصل شدہ اموال میں سے ایک حصہ بطور زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

ایک شخص جب مال کماتا ہے اور اس پر زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے اور پھر اس روپیہ کو جمع رکھتا ہے۔ ایک سال کے بعد اس پر پھر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس عرصہ میں اس نے اس مال کو روک کر اپنے دوسرے بھائیوں کو اس سے فائدہ اٹھانے سے محروم رکھا۔

۲ - **نفلی صدقہ** — اس کی بنیاد جذبۂ رحم اور شفقت پر رکھی گئی ہے۔ صدقہ کی کوئی معین مقدار نہیں بلکہ پڑوسیوں اور ہمسایوں کی حالت اور اپنی مالی حالت کے مطابق ایک انسان نفلی طور پر صدقہ دیتا ہے رقم کے تعین کا انحصار اس کے تقوے کی حالت پر بھی ہے۔ ہر شخص کو اس کی مالی حالت اور دل کے تقویٰ کے مطابق صدقہ دینے کا حکم ہے۔ چونکہ صدقہ سے باہمی تعاون کی روح پیدا کرنا مقصود ہے۔ اس لئے یہ خرچ حکومت یا نظام اسلامی کی وساطت سے نہیں کیا جاتا۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ (بقرہ)

یعنی جو لوگ اپنے مال رات اور دن خرچ کرتے ہیں پوشیدہ بھی خرچ کرتے ہیں اور علانیہ بھی وہ اپنے رب کے پاس اجر پائیں گے اور انہیں نہ آئندہ کا خوف لاحق ہوگا اور نہ سابقہ کوتاہیوں اور غفلتوں پر انہیں کوئی گھبراہٹ لاحق ہوگی۔ اس آیت کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں زکوٰۃ کا ذکر نہیں جو حکومت یا نظام کے ذریعہ اور علانیہ خرچ کی جاتی ہے۔ پس یہ خرچ نفلی صدقہ کا ہے۔ جو انسان خود کرتا ہے۔ جب موقعہ کبھی مخفی طور پر اور کبھی ظاہری طور پر۔ مخفی اس لئے کہ جس کی وہ امداد کرتا ہے وہ شرمندہ نہ ہو یا اس لئے کہ دل میں ریا کا خیال پیدا نہ ہو۔ اور علانیہ اس لئے کہ اس سے دوسروں کو بھی صدقہ کی تحریک ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (ذاریات) یعنی مومنوں کے اموال میں سائلوں کا بھی حق ہے جو محنت اور مزدوری کے باوجود کثرت عیال کی وجہ سے خود کفیل نہ ہو سکیں اور دوستوں سے مدد چاہیں اور المحروم یعنی ایسے لوگوں کا بھی حق ہے جو باوجود غربت کے سوال سے احتراز کرتے ہیں یا سوال کر ہی نہیں سکتے مثلاً گونگے بہرے یا پردہ دار عورتیں یا کمسن بچے یا بے زبان جاندار چیزیں۔

احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ صدقہ خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ کو دھیما کر دیتا ہے۔ اسی لئے اسلام آفات اور مصائب میں صدقہ پر خاص زور دیتا ہے۔

۳ - خدا تعالیٰ کی راہ میں اور اس کی رضا کے لئے تیسری قسم کے اخراجات وہ ہیں جو قومی اور ملی ضرورتوں مثلاً اشاعت اسلام یا تعلیم یا نظام جماعت کی مضبوطی وغیرہ کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کے اخراجات سے خرچ کرنے والے شخص کے نفس ہی کو نہیں بلکہ ساری جماعت اور سارے نظام کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ

سَبِیۡلِ اللّٰہِ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ۝ (توبہ) یعنی اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے یعنی سب جماعت کے لئے اور سارے نظام کے لئے اگر تم جانو تو بہتر ہوگا۔ اس آیت میں اشاعت اسلام اور نظام جماعت کی مضبوطی اور اسی قسم کے دیگر اہم قومی وملی امور پر اموال خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جن سے جماعت کو تقویت حاصل ہوتی ہے چنانچہ جماعت احمدیہ کے لازمی چندہ جات تحریک جدید، وقف جدید، فضل عمر فاؤنڈیشن، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ اور سلسلہ کی دیگر ضروریات کے لئے چندہ جات اسی ضمن میں آتے ہیں۔

ضمناً یہ بھی عرض ہے کہ اَنۡفُسِکُمۡ میں جہاں یہ مفہوم ہے کہ مومن دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں وہاں اس امر کی طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر زندگی وقف کرنے کی توفیق نہ ملے تو کبھی کبھی اپنے کاموں کا حرج کرکے کچھ دن تبلیغ اور تربیت کے لئے بھی دینے چاہئیں۔ جماعتوں کی تربیت کے سلسلہ میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ وقف عارضی کی تحریک اسی ضمن میں آتی ہے۔

۴۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی چوتھی قسم جس پر اسلام نے زور دیا ہے وہ شکرانہ ہے۔ اس میں اور صدقہ میں یہ فرق ہے کہ صدقہ بلا اور مصیبت سے بچنے کے لئے کیا جاتا ہے مگر شکرانہ دفع بلا اور مصیبت کے دور ہونے کے بعد اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کُلُوۡا مِنۡ ثَمَرِہٖۤ اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَاٰتُوۡا حَقَّہٗ یَوۡمَ حَصَادِہٖ یعنی جو پھل یا غلہ خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اس میں سے کھاؤ اور جس وقت اس پھل یا غلہ کو کاٹو تو اس سے بطور شکرانہ اللہ تعالےٰ کا حق بھی ادا کرو اور کچھ حصہ اظہار تشکر کے لئے کہ اس نے محض اپنے فضل سے یہ غلہ اور پھل دیا خدا کی راہ میں تقسیم کرو۔ پس جب اللہ تعالےٰ کا فضل نازل ہو اور محنت ٹھکانے لگے تو اس شکریہ میں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس انعام کے قابل سمجھا اللہ تعالےٰ کے غریب بندوں کو بھی بطور شکرانہ اس میں سے کچھ حصہ دینا چاہیئے۔

۵۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ایک قسم فدیہ بھی ہے۔ اس سے مفہوم یہ ہے کہ کسی نیک عمل میں جو کمی رہ جائے اسے خدا تعالےٰ کی راہ میں کچھ مال خرچ کرکے پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔

۶۔ کفارہ۔ قرآن کریم کی رو سے کفارہ اس خرچ یا عبادت کا نام بھی ہے۔ جو کسی گناہ کا وبال دور کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ فدیہ اور کفارہ میں یہ فرق ہے کہ فدیہ اس صورت میں ادا کیا جاتا ہے جب کوئی فعل اللہ تعالےٰ کی اجازت سے کیا جائے۔ اور اس اجازت سے کوئی حکم جو دوسری صورت

میں ضروری تھا ترک کرنا پڑے۔ یا جب کوئی عمل کر تو لیا جائے مگر اس خیال سے کہ اس میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو کچھ رقم اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرکے اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن کفارہ اس صورت میں دیا جاتا ہے جب کوئی گناہ صادر ہو جائے۔ کفارہ تو بہ کا ایک عملی نشان ہوتا ہے۔

۷ ـ مدنی ترقی کے لئے بھی بعض اخراجات انسان پر فرض کئے گئے ہیں مثلاً بیوی بچوں پر خرچ، انہیں ترک کرنے والا اسلام کی رو سے گنہگار ہوتا ہے۔

۸ ـ خدا تعالےٰ کی راہ میں اخراجات کی ایک قسم حق الخدمت ہے۔ یعنی کام کرنے والے کو مناسب اجر دیا جائے اور اس سے نیک سلوک کیا جائے۔ مثلاً دودھ پلانے والی عورت کو رضاعت کی اجرت دینا چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ (البقرہ) اس حکم کے مطابق یہ ضروری ہے کہ حق الخدمت بلا حجت ادا کر دیا جائے اور معروف یعنی ملک کی اقتصادی حالت کے مطابق ادا کیا جائے بلکہ اگر دینے والے کی مالی حالت اچھی ہو تو ملک کی اقتصادی حالت اور اس عورت کی حیثیت ضرورت سے زیادہ رقم ادا کی جائے۔

۹ ــ قرآن کریم کی رو سے اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی ایک قسم احسان بھی ہے۔ مثلاً والدین کی خدمت جو حق الخدمت نہیں کہلاتی کیونکہ والدین بچے کی خدمت نہیں کرتے بلکہ طبعی جوش اور محبت و شفقت کے ساتھ ان کی پرورش کرتے ہیں ہاں اگر بڑا ہو کر کوئی بچہ والدین کی خدمت کرتا ہے تو وہ گویا ان کے احسان کا بدلہ اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلام میں اس کا تاکیدی حکم ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (لقمان) والدین سے حسن سلوک کرو اور اسی سورۃ میں دوسری جگہ فرماتا ہے۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ یعنی ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

۱۰ــ اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کی ایک اور قسم جو قرآن مجید سے ثابت ہے ھدیہ ہے یعنی بغیر کسی احسان یا صدقہ کے خیال کے ایک دوسرے کو مناسب ہدیہ دیا جائے تاکہ آپس میں محبت بڑھے۔ سیدنا حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ تھادو تحابوا۔ یعنی ایک دوسرے کو ھدیہ دیا کرو اس سے باہم محبت بڑھتی ہے۔ نذرانہ پیش کرنے کا حکم بھی اسی ذیل میں آتا ہے۔

ھدیہ کی ایک قسم ضیافت یعنی مہمان نوازی بھی ہے۔ اسلام میں مہمان نوازی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک مسلمان بھائی کا حق قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی بستی کے باشندے مہمان نوازی میں کوتاہی کریں تو ان سے جبراً بھی ضیافت کا حق وصول کیا جا سکتا ہے۔ مہمان نوازی سے باہمی رشتہ اخوت و محبت مضبوط ہوتا ہے۔ جو اسلامی نظام کی اساس ہے۔ چنانچہ حضرت

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا تو یہ دستور تھا کہ اپنے بیوی بچوں اور اپنے نفس کو بھوکا رکھ کر بھی مہمان کی خاطر و مدارات کرتے اور جو کچھ گھر میں ہوتا پیش کر دیتے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد اول جزو اول صفحات ۱۲۵ تا ۱۳۲ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انفاق کے ان دس قرآنی طریقوں پر نہایت احسن پیرایہ تفصیل سے روشنی ڈالی ہے)

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی رضا کے مطابق اموال کو اس کی راہ میں خرچ کرنے اور اپنے نفس اور بچوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہماری اولاد اور ہمارے اموال ہمارے لئے فتنہ اور آزمائش کا باعث بننے کی بجائے خدا تعالےٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کو کھینچ لانے کا باعث بن جائیں :

رات دن دعاؤں میں مصروف رہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگر دین الہٰی کے اعلاء اور تعظیم اور حرمات الٰہیہ کی ہتک کے انتقام کے لئے روح میں جوش اور قوت اور عقد ہمت نہ ہو تو یہ نمازیں نری جنتر منتر ہیں۔ اب وقت ہے گداز ہو ہو جائیں اور رات دن دعاؤں میں مصروف رہیں۔ میں فکروں میں ہلاک ہو رہا ہوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ہنوز یہ روح پیدا نہیں ہوئی۔ مَیں ان روکھی سوکھی نمازوں کا ہرگز قائل نہیں جو رسم و عادت کے پیرایہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ خدا تعالےٰ اس وقت دیکھتا ہے کہ لوگوں نے گزشتہ نشانوں کی قدر دانی کی اور اپنے اعمال میں تبدیلی پیدا کی۔ وہ انہی کو آئندہ بھی مستفید ہونے کی توفیق بخشے گا۔"

(بدر ۲۶ ستمبر ۱۹۰۷ء)

تبلیغِ اسلام کی مہم کو تیز سے تیز تر کرنے کی ضرورت

اور اس کا طریق

مکرم مولوی نور محمد نسیم سیفی صاحب ربوہ

احمدیہ جماعت کی اسلامی خدمات۔ خصوصاً تبلیغی میدان میں۔ کا ایک خوشکن پہلو یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسرے اسلامی فرقے اور سوسائٹیاں بھی اپنے اپنے رنگ میں اسلام کی خدمت کا دم بھرنے لگی ہیں۔ کبھی مصر سے یہ آواز اٹھتی ہے کہ تبلیغِ اسلام کے لئے مبلغ تیار کئے جا رہے ہیں اور کبھی پاکستان میں مختلف لوگوں کی طرف سے یہ اعلان جاری ہوتے ہیں کہ مبلغین تیار کرنے کے لئے ادارے قائم کرنے کے پروگرام بنائے جا رہے ہیں۔ یہاں تو حکومت پر بھی زور دیا جا رہا ہے کہ وہ تبلیغِ اسلام کو اپنے حکومتی پروگراموں میں شامل کرے اور اس طرح ایک اسلامی حکومت ہونے کا ثبوت دے۔ یہ پروگرام کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور ان کے مبلغینِ اسلام کب تک تیار ہو کر میدان میں اتر سکیں گے، ان امور کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ بات تو جماعت احمدیہ کے ہر فرد کے لئے خوشی کا باعث ہے کہ یہ سب کچھ احمدیہ جماعت کی تبلیغی کامیابی کا ردِ عمل ہے۔ خدمتِ اسلام کا وہ بیج جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے تقریباً ایک صدی پہلے بویا تھا اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک تناور درخت بن گیا ہے اور اس کے شیریں پھل سب کو اس بات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ اس جیسے درخت بونے کا کام نہایت بابرکت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا:

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھیگا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۲-۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے جذبۂ تبلیغ کا یہ حال تھا کہ حضورؑ فرماتے ہیں:-

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک ہونے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہم کو انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اس تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں۔"

اس کام کی تکمیل کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں، کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا منشا ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیۃ)

یورپ اور ایشیا اور افریقہ اور دیگر علاقوں کے نیک فطرت لوگوں کو جلد از جلد توحید کی طرف کھینچنے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم دنیا میں نئے نئے راستے تلاش کریں اور نئے نئے ممالک میں جا کر تبلیغ کریں ہمیں کیا معلوم ہے کہ کہاں لوگ جوق در جوق داخل ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری زندگیوں میں ہی احمدیت کی تعلیم کے مراکز قائم ہو جائیں۔ پس قریب سے قریب زمانہ میں دور سے دور علاقوں میں مراکز احمدیت قائم کرنا تحریک جدید کا ایک مقصد ہے۔"

ظاہر ہے کہ یہ کام جو اپنے اندر ہمہ گیری رکھتا ہے اور جس کی وسعت کا اندازہ لگانا بھی ہر شخص کا کام نہیں، جماعت کے ہر فرد سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ چنانچہ حقیقی قربانیوں کا مطالبہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"پس اے عزیزو کمریں کس لو اور اپنی زبانیں دانتوں میں دبالو۔ جو تم میں سے قربانیاں کرتے ہیں وہ اور زیادہ قربانیاں کریں، اپنے حوصلے کے مطابق نہیں بلکہ دین کی ضرورت کے مطابق۔ اور جو نہیں کرتے قربانی کرنے والے انہیں بیدار کریں۔"

دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کی غرض مندرجہ ذیل دلکش الفاظ میں بیان فرمائی۔ یہ الفاظ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض بیان کرتے ہیں بلکہ اس بے پناہ جذبے کا بھی اظہار کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں دنیا کو راہ راست پر لانے کے لئے موجزن تھا اور جس کی تکمیل کے لئے حضور نہ صرف لسانی اور قلمی کوششوں میں مصروف تھے بلکہ

دن رات دست بدعا تھے اور اس دعا کا یہ عالم تھا کہ حضورؑ کا دل اس سے گداز تھا اور آنکھیں اشکبار۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے۔ اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اس کو ملیں جن کی رو سے اس کو یقین ہو جائے کہ خدا ہے کیونکہ ایک بڑا حصہ دنیا کا اسی راہ سے ہلاک ہو رہا ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانے کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانے کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں اور بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے۔ ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہو سکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے۔ جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۱۴۱)

الغرض اپنی بعثت کی یہ غرض پیش فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری دنیا کو تبلیغ ہدایت فرمانی شروع کی اور مسلمانوں کو بہتر مسلمان اور غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی ہر ممکن تدبیر اختیار کی۔ جوں جوں حضورؑ کی تیار کردہ جماعت ترقی کرتی گئی اور اس کا نظام مستحکم ہوتا گیا تبلیغ اسلام کا کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ اور جماعت کے مبلغین دنیا کے کونے کونے میں پھیلنے شروع ہو گئے۔ اس تبلیغی نظام (جس کے انتظام میں سب سے بڑا دخل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا تھا) کو دیکھ کر دوسرے مسلمان فرقوں نے بھی تبلیغ کی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کر دیا ہے اور اپنے اپنے رنگ میں وہ اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہ بھی میدان عمل میں اترنے کے لئے بے تاب ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے۔ یہ بات نہایت خوشکن ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ ہماری اپنی ذمہ داریاں پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طریق تبلیغ کے متعلق چند ایک ضروری باتیں بیان کی جائیں۔ ہم اس

سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ کو زیادہ تر پیش کریں گے۔

کسی شخص کے سوال پر کہ آپ کی رائے میں مذہب کے پھیلانے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"میرے نزدیک اشاعت مذہب کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ وہ مذہب اپنی خوبیوں اور حسن کی وجہ سے خود ہی اندر چلا جاوے اور اس کے لئے بیرونی کوشش کرنی نہ پڑے۔ مثلاً بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ اپنی روشنی کی وجہ سے خود بخود نظر آتی ہیں جیسے سورج، چاند، ستارے وغیرہ اور ایک وہ چیزیں ہیں جو ان روشنیوں کے بغیر نظر ہی نہیں آسکتیں۔ مثلاً چرند، پرند وغیرہ کو ہم نہیں دیکھ سکتے جب تک روشنی نہ آوے۔ پس سچا مذہب اپنی روشنی اور حقانیت و صداقت کے ذریعے خود بخود شناخت ہو کر روحوں میں اترتا جاتا ہے اور دلوں کو اپنی طرف کھینچتا جاتا ہے۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ تعلیم ایک بڑا نشان ہے۔ جس مذہب کے ساتھ تعلیم کا نشان نہیں ہوتا اس کے دوسرے نشان فائدہ پہنچا نہیں سکتے۔ آسمانی تعلیم اپنے اندر ایک روشنی اور نور رکھتی ہے اور انسانی طریقوں سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایک انسان جب بکلی مر جاوے اور گندی زندگی سے نکل آوے اس وقت وہ خدا سے زندگی پاتا ہے اور سچے مذہب کا نشان محسوس کرتا ہے۔ مگر خدا کے فضل کے سوا یہ کس کا کام ہے کہ گندی زندگی سے مر کر نئی زندگی پاوے۔ یہ اس خدا کے ہاتھ میں ہوتا ہے جس نے دنیا کو زندگی بخشی ہے۔ وہ جس انسان کو مبعوث کرتا ہے۔ پہلے اس کو یہ زندگی عطا کرتا ہے۔ وہ بظاہر دنیا میں ہوتا ہے اور دنیا کے لوگوں سے ہوتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس دنیا کا انسان نہیں ہوتا۔ وہ خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ اس کے مناسب حال اس کو تعلیم دیتا ہے۔ جس کو اس مناسبت کے لوگ سیکھتے ہیں۔ اس میں گند، نفس پرستی، ظلم اور شہوانی خواہشات کو پورا نہیں کیا جاتا۔ وہ پاک باتیں ہوتی ہیں جو انسان پر ایک موت وارد کر کے اس کو ایک نئی زندگی عطا کرتی ہیں جس سے اس کو گناہ سوز فطرت مل جاتی ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کی زندگی بسر کرنے میں راحت اور لذت پاتا ہے۔ پس میرے نزدیک سچا مذہب اپنی اشاعت کا آپ ہی کفیل ہے۔ اس کے لئے کسی خارجی کوشش کی ضرورت نہیں ہوتی ہاں یہ سچ ہے کہ اس کی صداقت کے اظہار کا ذریعہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا کی طرف سے اسے لے کر آتے ہیں۔ مقابلہ کے وقت ان کو غلبہ ملتا ہے جو بطور

نشان کے ہوتا ہے۔ اس کی آمد اس وقت ہوتی ہے جب دنیا حق اور نور کے لئے بھوکی پیاسی ہوتی ہے۔ غرض عمدہ تعلیم اور کامل نمونہ جو اس تعلیم کی عمدگی کا زندہ ثبوت ہوتا ہے وہی اشاعت کا بہترین طریق ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم ص۲۷۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس ارشاد میں نہ صرف مذہب کی عمدہ تعلیم کو پیش کرنے کا ذکر فرمایا ہے بلکہ تبلیغ کرنے والے کے لئے یہ نہایت ضروری قرار دیا ہے کہ اس کی اپنی زندگی اس کے مذہب کی عمدہ تعلیم کا کامل نمونہ ہو تا کہ لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو سکے کہ جس تعلیم کی طرف یہ بلاتا ہے وہ زندگی کو بہتر طریق پر سنوار سکتی ہے۔ پس اس کے پیش نظر ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنی زندگیوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم کے مطابق ڈھالیں تا کہ ہم لوگوں کو اسلام کی عمدہ تعلیم کا حقیقی اور عملی نمونہ دکھا سکیں۔

دوسری بات جو تعلیم کے لئے بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم ہر شخص کی سمجھ اور ضرورت کے مطابق اس سے بات کریں۔ اس میں اس شخص کی علمی قابلیت اور ذہنی رجحان کا بھی بہت بڑا دخل ہے جسے تبلیغ کی جا رہی ہو۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مبلغ کا علم اور اس کی واقفیت وسیع ہو تا کہ وہ ہر موضوع پر گفتگو کر سکے۔ کون جانے کہ اسے کس وقت کس سے واسطہ پڑے گا اور اس کا رجحان کیا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طرز بیان کو اگر غور سے دیکھتے تو ان کو وعظ کہنے کا بھی ڈھنگ آ جاتا۔ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ سب سے بہتر نیکی کونسی ہے۔ آپ اس کا جواب دیتے ہیں کہ سخاوت۔ دوسرا آ کر یہی سوال کرتا ہے تو اس کو جواب ملتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت۔ تیسرا آتا ہے تو اس کو جواب کچھ اور ملتا ہے۔ سوال ایک ہی ہوتا ہے، جواب مختلف۔ اکثر لوگوں نے یہاں پہنچکر ٹھوکر کھائی ہے اور عیسائیوں نے بھی ایسی حدیثوں پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں مگر احمقوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مفید اور مبارک طرز جواب پر غور نہیں کی۔ اس میں سر یہی تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جس قسم کا مریض آتا تھا اس کے مناسب حال نسخہ شفا بتلا دیتے تھے جس میں مثلاً بخل کی عادت تھی اس کے لئے بہترین نیکی یہی ہو سکتی تھی کہ اس کو ترک کرے۔ جو ماں باپ کی خدمت

نہیں کرتا تھا بلکہ ان کے ساتھ سختی سے پیش آتا تھا اس کو اس قسم کی تعلیم کی ضرورت تھی کہ وہ ماں باپ کی خدمت کرے۔"

تیسری بات جو اس سلسلہ میں خاص اہمیت کی حامل ہے وہ یہ ہے کہ عقائد کی بحث کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے رہنا چاہیئے کہ مذہب کی اصل غرض یہ ہے کہ انسان کی پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ سے محبت ترقی کرے۔ پس سچا مذہب وہی ہوگا جو ان باتوں میں انسان کی مدد کر سکے۔ سچے مذہب کی شناخت کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے دنیا میں کھوٹے اور کھرے کے درمیان ایک امتیاز ہے۔ رات اور دن میں صریح فرق ہے۔ پھر سچا مذہب بھی کبھی مخفی رہ سکتا ہے؟ خدا پاک ہے اور وہ محبت، رحمت کرنے والا ہے۔ اور وہ نفسانی امور جو گناہ کے کام ہیں بدکاری، تعصب اور تکبر اور تمام گناہ جو دل میں جمع ہوتے ہیں پھر آنکھوں کے ذریعہ یا اور ذریعوں سے صدور پاتے ہیں ان سے ناراض ہوتا ہے۔ پھر یہ کیونکر مشکل ہو سکتا ہے کہ انسان یہ تمیز نہ کر سکے کہ خدا انسان کو پاک بنانا چاہتا ہے اور وہ ان سے گناہ کے صدور کو پسند نہیں کرتا۔ پس جس مذہب کی تعلیم عملی طور پر ایسی فطرت عطا کرتی ہو کہ انسان خدا سے ڈر کر اس کی صفات کے نیچے رہ کر پاکیزگی اور محبت میں ترقی کرے اور گناہ سے بچے وہی مذہب خدا کی طرف سے ہوگا۔ خدائی مذہب کے ساتھ اس کی صداقت کے زندہ نشان ہوتے ہیں جو ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)

ایک بات جسے عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے یہ ہے کہ اکثر لوگ تبلیغ تو کرتے ہیں لیکن ان کی تبلیغ کا زیادہ تر زور اپنے رشتہ داروں کی بجائے دوسروں پر ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر و باہر ہے کہ رشتہ دار نہ صرف یہ کہ ہماری باتوں کو غور سے سن سکتے ہیں اور زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں بلکہ وہ ہماری زندگیوں سے زیادہ قریب ہونے کے باعث ان میں آنے والی ہر نیک تبدیلی کو بھی دوسروں سے زیادہ محسوس کر سکتے ہیں۔ عام طور پر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم انہیں خوب جانتے ہیں یہ کبھی نہ مانیں گے۔ بلکہ اگر ان کے ایک رشتہ دار نے یعنی آپ نے حقیقت کو پا لیا ہے تو وہ بھلا کیوں نہ پالیں گے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ حقیقت کو بہتر رنگ میں ان کے سامنے پیش کیا جائے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"میں سنتا رہتا ہوں کہ آپ اپنے اعزہ کو وقتاً فوقتاً تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ یہ بہت ہی عمدہ بات ہے۔ ہر وقت انسان کو فکر کرنی چاہیئے کہ جس طرح ممکن ہو عورتوں اور مردوں کو اس امر الٰہی سے اطلاع کر دیوے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے قبیلہ کا شیخ اسی طرح سوال کیا جاوے گا۔ جیسے کسی قوم کا نبی۔ غرض جو موقعہ مل سکے اسے کھونا نہیں چاہیئے۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ کا حکم ہوا تو آپ نے نام بنام سب کو خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ ایسا ہی میں نے بھی کئی مرتبہ عورتوں اور مردوں کو مختلف موقعوں پر تبلیغ کی ہے۔ اور اب بھی کبھی گھر میں وعظ سنایا کرتا ہوں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ عورتوں کے لئے ایک قصہ کے پیرایہ میں سوال وجواب کے طور پر سارے مسائل آسان عبارت میں بیان کئے جاویں مگر مجھے اس قدر فرصت نہیں ہو سکتی۔ کوئی اور صاحب اگر لکھے تو عورتوں کو فائدہ پہنچ جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صـ ۴۰۲)

جہاں تک تبلیغ اسلام کی ضرورت کا سوال ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ اسلام کی تبلیغ کی جاوے اور اسلام کو ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس کے لئے روپیہ وقت اور جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت اسلام کی زندگی کی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدم نہیں کر سکتے۔" (ملفوظات جلد ۲ صـ ۳۲۷)

آخر میں ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے خدمت دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی ہوئی ہیں انہیں دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ ہوشیاری اور چابکدستی سے کام کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل ارشاد پیش نظر رہنا چاہیئے:۔

"پس یاد رکھو کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کرتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے نہیں، ہرگز نہیں بلکہ دین اور الٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابکدست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔"

(ملفوظات جلد ۲ صـ ۹۳)

فقہ اسلامی :-

سجدۂ سہو کب اور کیسے کیا جائے

(محترم ملک سیف الرحمن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

قسط اوّل

سہو کے معنی ہیں بھول جانا، کسی کام میں بے خیالی کی وجہ سے کوتاہی واقع ہو جانا۔ یہ کمزوری ہر انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ہر انسان بھولتا ہے۔ کوئی نہیں جو کبھی نہ بھولا ہو۔ بھول کے نتیجہ میں نقصان بہر حال ہوگا، کام بگڑے گا اور اس کے تدارک کی کوئی نہ کوئی صورت کرنی پڑے گی۔ دنیاوی کاموں میں اگر کوئی بھول جائے تو بعض صورتوں میں توفیقِ الٰہی اس کے تدارک کے مواقع مل جاتے ہیں لیکن بعض حالات میں سوائے افسوس کے کچھ بھی نہیں ہو سکتا البتہ ایسی صورت میں اگر صبر سے کام لیا جائے اور نقصان کا علم ہونے پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے منشاء و قدرت کا اعتراف کیا جائے تو اس نقصان کا بدلہ روحانی دنیا میں ثواب کی صورت میں مل جاتا ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ بندہ کے اس اخلاص اور راضی برضا کی بناء پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتے اور دنیاوی لحاظ سے بھی اس کا بدلہ کسی اور رنگ میں عنایت فرما دے۔

یہی صورت عبادات کی ہے۔ ان میں بھول چوک کا تدارک مختلف صورتوں میں کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ اس کی تفصیلات تو بہت ہیں لیکن اس وقت صرف اس بھول اور سہو کی وضاحت میرے پیش نظر ہے جس کا تعلق نماز سے ہے اور جس کے تدارک کے لئے سجدتا السھو (بھول کے دو سجدے) کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جو عوام میں سجدۂ سہو کے نام سے مشہور ہے۔ نماز میں غلطی ہو جائے تو اس کے تدارک کے لئے جو سجدۂ سہو کیا جاتا ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں صراحتاً نہیں آتا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے اس کی تفصیل کا پتہ چلتا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفصیلی احکام بیان کرنے سے پیشتر ان احادیث کو ایک نظر دیکھ لیا جائے جن میں سجدہ سہو کا ذکر آتا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عصر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ دو رکعتیں پڑھ کر آپؐ نے سلام پھیر دیا اور اٹھ کر مسجد میں پڑے ہوئے ایک شہتیر کے پاس آئے۔ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ ان کی انگلیاں ایک دوسرے میں پیوست کیں جیسے کنگھا کیا جاتا ہے دایاں رخسار مبارک بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا اور اس شہتیر کے ساتھ سہارا لے کر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے چہرہ مبارک سے تشویش اور فکر مندی کے آثار ہویدا تھے۔ جن لوگوں کو جلدی تھی وہ تو مسجد سے نکل گئے انہوں نے خیال کیا کہ عصر کی نماز چار رکعت کی بجائے دو رکعت ہو گئی ہے لیکن کچھ صحابہؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ متعجب و پریشان مسجد میں ہی ٹھہرے رہے۔ تاہم کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس نئی صورت حال کے متعلق کچھ دریافت کرتا۔ آخر ذوالیدینؓ نامی ایک صحابی نے جرأت کی اور حضور علیہ السلام کے پاس آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا تم یہ کیا کہہ رہے ہو نہ نماز چھوٹی ہوئی ہے اور نہ میں بھولا ہوں۔ اس پر اُس صحابی نے عرض کیا کہ حضورؐ! کچھ تو ہوا ہے۔ آپ نے متعجب ہو کر مسجد میں موجود صحابہ سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا حضور! یہ ٹھیک کہتا ہے۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ محراب میں تشریف لائے۔ آپؐ نے باقی ماندہ دو رکعتیں پڑھائیں اور سلام پھیرا۔ اور پھر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کیا جیسے آپ نماز میں سجدہ کرتے تھے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھایا اور پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہہ کر سر اٹھایا اور سلام پھیرا۔

۲ مسند احمد اور ابوداؤد میں حضرت عبداللہ جعفرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اپنی نماز میں شک پیدا ہو جائے اور اسے یاد نہ آ رہا ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے۔

۳۔ ترمذی اور مسند احمد میں زیادہ بن علاقہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نماز پڑھائی لیکن درمیانی قعدہ بھول گئے اور بیٹھے بغیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے سبحان اللہ کہا لیکن آپ کھڑے رہے اور لوگوں کو بھی کھڑے ہو جانے کے لئے اشارہ کیا اور پھر آخر میں سلام پھیر کر دو سجدے کئے اور پھر اس کے بعد بھی سلام پھیرا۔ اور حاضرین نماز سے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

۴۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ظہر کی نماز میں بھول گئے اور چار کی بجائے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ صحابہؓ نے پوچھا کیا اس نماز کی رکعتیں بڑھ گئی ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں تو۔ صحابہؓ نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اس پر آپ نے سلام کے بعد دو سجدے کئے

۵۔ ترمذی اور ابوداؤد میں عمران بن حصین سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی لیکن بھول گئے اس پر آپ نے سہو کے دو سجدے کئے پھر تشہد پڑھا اور پھر سلام پھیرا۔

نوٹ :۔ حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے متبعین کا عمل مذکورہ بالا احادیث کے مطابق ہے یعنی بھول اور سہو کی صورت میں جب سجدہ سہو کرنا ہو تو تشہد، درود شریف اور ادعیہ ماثورہ کے بعد سلام پھیرا جائے۔ پھر دو سجدے کئے جائیں اس کے بعد پھر تشہد درود شریف اور ادعیہ ماثورہ پڑھی جائیں۔ اور پھر آخر میں سلام پھیرا جائے۔

۶۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں بعض اوقات شیطان دخل اندازی کرتا ہے اور انسان بھول جاتا ہے اور اسے یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ ایسی صورت میں انسان کو چاہیئے کہ نماز کے آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔

۷۔ صحیح مسلم اور مسند احمد میں حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز میں شک پڑ جائے اور اسے یاد نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو یقینی صورت یعنی کم تعداد پر بنا کرے (مثلاً اگر یہ شک ہے کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو سمجھے کہ اس نے دو رکعت پڑھی ہیں) اور اس کے مطابق باقی رکعتیں پڑھے پھر آخر میں سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اگر بالفرض اس نے پانچ پڑھی ہوں تو یہ دو سجدے ان پانچ کو جفت بنا دیں گے۔ (اور یوں سمجھ لیا جائے گا کہ گویا اس نے چھ رکعتیں پڑھی ہیں چار فرض اور دو رکعت نفل) اور اگر اس نے درحقیقت چار ہی پڑھی ہیں تو یہ سجدے شیطان کی خواری اور وسوسہ اندازی کے مقصد میں اس کی ناکامی کا موجب بنیں گے۔

۸۔ نسائی میں حضرت ابن بحینہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک بار درمیانی قعدہ بھول گئے۔ لوگوں نے سبحان اللہ بھی کہا لیکن آپ کھڑے ہی رہے اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

نوٹ :۔ حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔ امام زہریؒ، امام اوزاعیؒ، امام شافعیؒ اور آپ کے متبعین اور اکثر فقہاء مدینہ کا عمل انہی احادیث کے مطابق ہے۔ یعنی بھول اور سہو کی وجہ سے اگر سجدہ سہو کرنا ہو تو تشہد، درود شریف اور ادعیہ ماثورہ کے بعد سلام پھیرے بغیر دو سجدے کئے جائیں اور اس کے بعد سلام پھیرا جائے۔

(باقی)

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(الہام حضرت مسیح موعودؑ)

آج سے ایک صدی قبل ملنے والی آسمانی بشارت کا نہایت بالشان ظہور

صداقتِ احمدیت کو عیاں کرنے والا ایک اور درخشندہ نشان

اُس وقت سے، کہ جب آج سے ،، سال قبل اللہ تعالیٰ نے احیاءِ غلبۂ اسلام کی خاطر بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح موعود کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث فرمایا، اس کرۂ ارض پر کوئی دن ایسا نہیں چڑھا جو آسمانی نشانوں کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرنے کا موجب نہ بنا ہو۔ انہی آسمانی نشانوں میں سے ایک وہ عظیم الشان نشان بھی ہے جو حال ہی میں ظاہر ہو کر ہمارے لئے نہایت غیر معمولی رنگ میں ازدیادِ ایمان کا موجب بنا ہے اور جس کی وجہ سے غلبۂ اسلام کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنے کے ہمارے عزائم کو بحمد اللہ ایک نئی پختگی نصیب ہوئی ہے۔ یہ عظیم الشان نشان حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کو آج سے ایک صدی قبل ملنے والی خدائی بشارت کے پورا ہونے سے اللہ تعالیٰ کی تقدیرِ خاص کے ماتحت ظاہر ہوا ہے

اُس بشارت کا جس کے پورا ہونے سے ایسا عظیم الشان نشانِ صداقت ظاہر ہوا ہے پس منظر یہ ہے کہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کے دعویٰ ماموریت سے بھی بیس اکیس سال قبل ۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء میں جب کہ آپ کی عمر ابھی تیس بتیس سال کے قریب تھی اور آپ قادیان کی گمنام بستی میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے ایک دن کچھ لوگ آپ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو بٹالہ جا کر ایک اختلافی مسئلہ میں مولوی محمد حسین صاحب

-بٹالوی سے بحث کرنے پر مجبور کیا۔ آپ ان کے اصرار پر قادیان سے بٹالہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر اور مولوی صاحب کی تقریر سُن کر آپ نے معلوم کر لیا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں قابلِ اعتراض نہیں۔ چنانچہ آپ نے محض للّٰہ بحث کا ارادہ ترک کر کے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ اس معاملہ میں مولوی صاحب کا مسلک درست ہے اس لئے بحث کی حاجت نہیں۔ جو لوگ آپ کو بحث کی غرض سے قادیان سے بلا کر لائے تھے وہ اس پر بہت برہم ہوئے اور انہوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ رات کو خداوند کریم نے اپنے الہام اور مخاطبت میں اسی ترکِ بحث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:-

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا۔ اور وہ تجھے بہت برکت دے گا۔
یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ صفحہ ۵۲۰، ۵۲۱)

اس الہام کے علاوہ ایک کشف میں آپ کو وہ بادشاہ بھی دکھائے گئے۔ بعد ازاں دعویٰ ماموریت سے قبل اور اس کے بعد یہ الہام کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" آپ کو متعدد مرتبہ ہوا اور وہ بادشاہ آپ کو ایک تفصیلی خواب میں بھی دکھائے گئے۔ آپ اس الہام اور اس متعلق رؤیا و کشوف کو ساتھ کے ساتھ اپنی کتب میں شائع فرماتے رہے۔ چنانچہ اپنی کتاب "لجۃ النور" میں آپ نے اس الہام اور اس سے متعلق ایک خواب کو تفصیل سے درج کرتے ہوئے رقم فرمایا:-

إِنِّي رَأَيْتُ فِي مُبَشِّرَةٍ أُرِيتُهَا جَمَاعَةً مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ الْمُخْلِصِينَ وَالْمُلُوكِ الْعَادِلِينَ الصَّالِحِينَ بَعْضُهُمْ مِنْ هٰذَا الْمُلْكِ وَبَعْضُهُمْ مِنَ الْعَرَبِ وَبَعْضُهُمْ مِنْ فَارِسَ وَبَعْضُهُمْ مِنْ بِلَادِ الشَّامِ وَبَعْضُهُمْ مِنْ أَرْضِ الرُّومِ وَبَعْضُهُمْ مِنْ بِلَادٍ لَا أَعْرِفُهَا۔ ثُمَّ قِيلَ لِي مِنْ حَضْرَةِ الْغَيْبِ إِنَّ هٰؤُلَاءِ يُصَدِّقُونَكَ وَيُؤْمِنُونَ بِكَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكَ وَيَدْعُونَ لَكَ۔ وَأُعْطِي لَكَ بَرَكَاتٍ حَتّٰى يَتَبَرَّكَ الْمُلُوكُ بِثِيَابِكَ۔ وَأُدْخِلُهُمْ فِي الْمُخْلِصِينَ

ترجمہ:- میں نے ایک مبشر خواب میں مخلص مومنوں اور عادل بادشاہوں کی ایک جماعت دیکھی جن میں سے بعض اسی ملک کے تھے اور بعض عرب کے بعض فارس کے اور بعض شام کے بعض روم کے اور بعض دوسرے بلاد کے تھے جن کو میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا کہ یہ لوگ تیری تصدیق کریں گے۔ اور تجھ پر ایمان لائیں گے۔ اور تجھ پر درود بھیجیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے۔ اور میں تجھے بہت برکتیں دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور میں ان کو مخلصوں میں داخل کروں گا۔ یہ وہ خواب ہے جو میں نے دیکھی اور یہ وہ الہام ہے

هٰذَا رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ وَ اُلْهِمْتُ مِنَ اللّٰهِ الْعَلَّامِ (البشریٰ جلد اوّل صفحہ ۵۳) — جو خدائے علّام کی طرف سے مجھ کو ہوا (منقول از تذکرہ ایڈیشن دوم حاشیہ ص ۱۱)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کے اختیار میں یہ بات نہیں تھی کہ مختلف ملکوں کے بادشاہوں یا مملکتوں کے سربراہوں کے دل بدل کر انہیں حق کی طرف مائل کر دیں اور پھر وہ آپ پر ایمان لا کر عباد اللہ المخلصین میں داخل ہو جائیں۔ دلوں کا بدلنا خدا کے اختیار میں ہے کوئی انسان اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔ یہ بشارت اللہ تعالیٰ نے ابتداءً آپ کو اس حال میں دی کہ قادیان سے باہر کوئی آپ کو جانتا تک نہ تھا اور پھر دعویٰ ماموریت کے بعد اس کا بار بار اس حال میں اعادہ فرمایا کہ اپنے اور پرائے سب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ تھے اور آپ کے مشن کو ناکام بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں سوائے علّام الغیوب خدا کے اور کون ایسی مہتم بالشان خبر دے سکتا تھا۔ اور بجز اس کے کس میں یہ طاقت اور قدرت ہو سکتی تھی کہ وہ اسے پورا کر دکھائے۔ البتہ کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی بشارت میں یہ اشارہ ضرور مخفی تھا کہ یہ نشانِ صداقت آپ کے وصال کے بعد اپنے مقررہ وقت پر رونما ہوگا۔ اور اس الہام کا بار بار ہونا ظاہر کرتا تھا کہ یہ مختلف مراحل میں پورا ہوتا چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب کی مملکتوں کے سربراہ آپ کے دعوے پر ایمان لا کر آپ کے مخلص خادموں میں آشامل ہوں گے۔

اِس نہایت مہتم بالشّان نشانِ صداقت کا پہلا ظہور خدائے قادر و قدوس اور علّام الغیوب نے خلافتِ ثالثہ کے نئے مبارک دور کے آغاز کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا تاکہ یہ اسلام اور احمدیت کی صداقت کے ساتھ ساتھ نئی قائم ہونے والی خلافتِ ثالثہ کی حقانیت کو بھی آشکار کرنے والا ثابت ہو اور اس کے حق میں آسمانی گواہ کا کام دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے بموجب خلافتِ ثالثہ کا نیا مبارک دور شروع ہوا اور اس نشانِ صداقت کے پہلے اور ابتدائی ظہور کا وقت قریب آن پہنچا تو اس نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو ایک عظیم الشان بشارت سے نوازتے ہوئے آپ کو اطلاع دی کہ عنقریب اسلام کی نئی اور فیصلہ کن فتوحات کا دور شروع ہونے والا ہے۔ آپ نے ۱۰ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو خطبۂ جمعہ میں ساری جماعت کو یہ آسمانی بشارت سناتے ہوئے فرمایا:۔

"میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کے لئے نہایت ہی اہم ہیں۔ کیونکہ دنیا میں روحانی انقلابِ عظیم پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل

ہو گی، وہ افریقہ میں ہوں گی یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں، لیکن میں پورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہو گی۔" (الفضل ۹ رجون ۱۹۶۶ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے اس عظیم الشان خدائی بشارت کا اعلان ہونے پر ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں گیمبیا (مغربی افریقہ) کے مبلغ مکرم مولوی غلام احمد صاحب آف بدوملہی کی طرف سے بذریعہ تار یہ اطلاع موصول ہوئی کہ جماعت احمدیہ گیمبیا کے پریذیڈنٹ جناب الحاج فمارا محمد سنگھاٹے گیمبیا کے ایکٹنگ گورنر جنرل مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ فتح و نصرت اور غلبۂ اسلام کی عظیم الشان بشارت ملنے کے بعد چند دن کے اندر اندر اس خوشکن خبر کا آنا خلافتِ ثالثہ کی حقانیت پر دال ہوتے ہوئے جماعت احمدیہ کے لئے بے انتہا خوشی و مسرت اور ازدیادِ ایمان کا باعث تھا۔ چونکہ یہ اطلاع جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء کے معاً قبل موصول ہوئی تھی اس لئے حضور نے ۲۱ دسمبر ۶۵ء کو جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے احباب کو پہلی بار یہ خوشخبری سنائی۔ اس خوشخبری کا سننا تھا کہ جلسہ میں بیٹھے ہوئے احباب جماعت جن کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی فرطِ مسرت سے جھوم اٹھے اور ان پر اہتزاز کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ انہوں نے نہایت والہانہ انداز میں اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت امیر المومنین زندہ باد کے پرجوش نعرے بلند کئے اور ساتھ ہی جذبات تشکر سے لبریز دلوں سے رقت آمیز لہجوں میں یہ آوازیں بھی بلند ہوئیں کہ "امیر المومنین! آپ کو اپنے مبارک عہد کی پہلی عظیم الشان کامیابی مبارک ہو۔" ـــــــ یہ تھا عظیم الشان کامیابیوں اور فتوحات کے نئے پچیس سالہ دور کا پُرکیف آغاز جس نے ہر طرف مسرت و انبساط کی لہر دوڑا دی اور ہزاروں ہزار مومنوں کو خدائی وعدوں کے ایسے مہتم بالشان ظہور پر جذبات تشکر سے لبریز کر کے از خود وارفتہ بنا دیا۔ انہیں بجا طور پر یوں محسوس ہونے لگا کہ وہ ایک نئے آسمان کے نیچے نئی زمین پر ہیں اور اپنے چاروں طرف خدائی افضال کو بارش کی طرح برستے دیکھ رہے ہیں۔

محترم الحاج فمارا محمد سنگھاٹے خلافت ثانیہ کے مقدس و بابرکت عہد میں محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ گیمبیا کے ذریعہ ۱۹۶۳ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ اسی سال آپ جماعت احمدیہ گیمبیا کے وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوئے۔ اس سے اگلے سال یعنی ۱۹۶۴ء میں آپ کو جماعت کا پریذیڈنٹ منتخب کیا گیا۔ فروری ۱۹۶۵ء میں گیمبیا کو جو اب تک برطانوی نوآبادی

تھا مکمل آزادی حاصل ہوئی۔ اسی سال کے اواخر میں ایکٹنگ گورنر جنرل کے طور پر آپ کی تقرری کا اعلان ہوا۔ اور فروری ۱۹۶۶ء کے پہلے ہفتہ میں انگریز گورنر جنرل کے واپس جانے پر آپ نے اس عہدہ کا چارج لیا ـــــــ یہ سب ترقیات انہیں جلدی جلدی ملتی چلی گئیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بہت بڑے اعزاز کے لئے منتخب کیا ہوا تھا۔ ایک ایسے اعزاز کے لئے کہ آنیوالی نسلیں قیامت تک ان کی یاد پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرتی رہیں اور ان کا تذکرہ ایک خدائی نشان کا مظہر ہونے کی حیثیت میں ان کے بعد بھی ہمیشہ محبت و احترام سے ہوتا رہے۔

وہ خدا جس نے انہیں اپنے فضل سے قبول حق کی توفیق عطا فرمائی اور ملک کے سب سے بڑے عہدہ پر فائز کیا اب وہ ایک اور رنگ میں ان پر مائل بہ کرم ہوا۔ وہ اس طرح کہ اس نے اُن کے دل میں یہ خواہش پیدا کی کہ جب خداوند تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے گورنر جنرل کے عہدہ تک ترقی دی ہے تو کیوں نہ میں مملکت گیمبیا کا صدر ہوتے ہوتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈوں۔ اور خدا سے اس کے اس غیر معمولی فضل کا طالب ہوں کہ وہ مجھے بھی ان بادشاہوں (بالفاظ دیگر مملکتوں کے سربراہوں) میں شمولیت کا شرف بخشے جن کے لئے خدائی الہام کے بموجب حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنی مقدر ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلسل چالیس روز تک دعائیں کرنے اور بکثرت درود شریف کا ورد کرنے کے بعد جون ۱۹۶۶ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کر کے یہ درخواست کی کہ مجھے حضور علیہ السلام کے کپڑوں میں سے کپڑے کا ایک ٹکڑا بطور تبرک عنایت فرمایا جائے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کرنے کی سعادت حاصل کر سکوں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ٹکڑا نکال کر محترم چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ گیمبیا (جن کے ذریعہ محترم عمار احمد سنگھاٹے صاحب کو قبول احمدیت کی سعادت نصیب ہوئی تھی) کے سپرد فرمایا کہ وہ اسے بذریعہ ڈاک سنگھاٹے صاحب تک پہنچانے کا انتظام کریں۔ چنانچہ یہ مقدس پارچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق ان کے نام ارسال کیا گیا۔ جو ۵ جولائی ۱۹۶۶ء کو گیمبیا میں انہیں موصول ہوا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر یہ بشارت بھی شائع فرمائی تھی کہ جو بادشاہ حضور علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے خدا ان کے وجودوں میں برکت کے آثار ظاہر کرے گا۔ چنانچہ حضور نے اپنی کتاب "تجلیات الٰہیہ" میں یہ تحریر فرمایا:-

ہ عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جؤا اٹھائیں گے اور خدا انہیں برکت دے گا۔“

(تجلیاتِ الٰہیہ حاشیہ صا۲۱)

چنانچہ حضور علیہ السّلام کا مقدس کپڑا محترم سنگھاٹے صاحب کو موصول ہونے کی دیر تھی کہ خدا نے انہیں آئندہ ملنے والی برکتوں کے پیش خیمہ کے طور پر ایک خاص برکت عطا فرمائی اور وہ یہ کہ جس روز انہیں یہ مقدس کپڑا موصول ہوا عین اسی روز بی بی سی لنڈن سے یہ خبر نشر ہوئی کہ ملکہ برطانیہ ہرمیجسٹی الزبتھ دوم نے جناب ایف ایم سنگھاٹے کو جو اب تک قائم مقام گورنر جنرل کے طور پر کام کر رہے تھے گیمبیا کا باقاعدہ پہلا افریقی گورنر جنرل مقرر کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

صداقت احمدیت کا یہ عظیم الشان نشان اپنے پورے کمال کے ساتھ تو آگے مستقبل میں پورا ہوگا۔ جب کہ ایشیا مشرق وسطیٰ، یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا وغیرہ کے حکمران یکے بعد دیگرے اسلام قبول کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے تاہم اس کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک جو گیمبیا کے سربراہِ مملکت محترم جناب ایف ایم سنگھاٹے کے وجود میں ظاہر ہوئی ہے اپنی عظمت و شوکت اور جلالتِ شان کے لحاظ سے کچھ کم اہم نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے بموجب دنیا والوں کی نظر میں ناممکن نظر آنے والی بات اپنے دستِ قدرت سے ممکن کر دکھائی اور اس طرح اپنی ہستی اور قدرت کا ثبوت دے کر نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دکھایا۔ لہٰذا اس عظیم الشان نشانِ صداقت کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک بھی اپنی عظمت و جلالتِ شان کے اعتبار سے ہمارے لئے نہایت درجہ ایمان افروز اور روح پرور ہے۔ اس پر ہم جس قدر بھی سجداتِ شکر بجا لائیں کم ہے۔

پھر اس عظیم الشان نشانِ صداقت کی یہ پہلی اور ابتدائی جھلک ہمارے لئے ایک اور لحاظ سے بھی حد درجہ ایمانوں کو تقویت پہنچانے، روحوں کو بالیدگی بخشنے اور دلوں کو اور بھی زیادہ

جذباتِ تشکر سے لبریز کرنے والی ہے اور وہ یہ کہ یہ خلافت ثالثہ کے نئے مبارک دور کے آغاز میں ظاہر ہوئی ہے اور اس حال میں ظاہر ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کو غیر معمولی ترقیوں کے نئے پچیس سالہ دور کی بشارت ملنے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر اندر رونما ہوئی ہے۔ اس طرح اس نشان نے احمدیت کی صداقت کے ساتھ ساتھ خلافت ثالثہ کی حقانیت کو بھی روز روشن کی طرح آشکار کر دکھایا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

پھر اس بشارت کا پہلا اور ابتدائی ظہور محترم فمارا محمد سنگھاٹے گورنر جنرل گیمبیا کے انتہائی خوش بخت و خوش نصیب اور ذی مرتبت ہونے پر بھی دال ہے۔ اس میں شک نہیں ایک وقت وہ بھی آئے گا جب دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ اور مملکتوں کے سربراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈنے کی تمنا کریں گے۔ لیکن اوّلیت کا جو خصوصی شرف محترم سنگھاٹے صاحب کے حصہ میں آیا ہے اب وہ انہی کا حصہ ہے۔ کوئی دوسرا اس میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔ پھر وہ ان خوش نصیب بادشاہوں میں سے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آج سے ایک صدی قبل کشف میں دکھائے گئے تھے۔ یعنی ان کی اپنی پیدائش سے بھی نصف صدی قبل اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں باریابی کا شرف بخشا۔ اور اس طرح بہت بعد میں آنے کے باوجود ایک رنگ میں صحابہ کے مقدس زمرہ میں شمولیت کی سعادت ان کے حصہ میں آئی۔ اپنی اس خوش بختی و خوش نصیبی پر محترم سنگھاٹے صاحب لائق صد مبارک باد ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں بصد احترام دلی مبارک باد عرض کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو ان تمام برکتوں سے مالا مال فرمائے جن کا خدائی الہاموں میں ایمان لانے والے خوش بخت و خوش نصیب بادشاہوں اور حکمرانوں کو وعدہ دیا گیا ہے

پھر ایسے عظیم الشان نشان کے ظہور کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے اور خلافت ثالثہ ایسی رفیع الشان خلافت کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق ملنے پر ہمارا خود بھی خوش بخت و خوش نصیب ہونا اظہر من الشمس ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر آن اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے رہیں اور اپنے اس فرض سے کبھی غافل نہ ہوں۔ اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی اطاعت کا اور آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانی و ایثار کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھائیں کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو کر ہمیں ان عظیم الشان ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ جو اس نے آئندہ پچیس سال میں اپنے وعدے کے مطابق ہمارے لئے مقدر فرمائی ہیں۔ اے خدا! تو اپنے فضل سے ہمیں اس کی توفیق دے اور آپ ہی اپنے فضل سے ہمیں اس کے عظیم الشان ثمرات سے نواز کیونکہ سب کچھ تیرے ہی فضل پر منحصر ہے۔۔!

اہم مرکزی اعلانات

مجلس انصار اللہ کا گیارہواں مرکزی سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصار اللہ کے آئندہ مرکزی اجتماع کیلئے

۲۸ - ۲۹ - ۳۰ ؍ اکتوبر

بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار ۶۶ء

کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں انصار کو چاہیئے کہ ابھی سے اس اجتماع میں شامل ہونے کے لئے تیاری شروع فرما دیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

انصار اللہ اپنے کام سے اپنی زندگی کا ثبوت دیں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ جمعہ مطبوعہ ۱؍نومبر ۱۹۴۳ء میں فرماتے ہیں:-

"کام کرنے والی جماعت تو جس جگہ موجود ہو وہاں اس کا وجود خود بخود نمایاں ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ کسی کو بتائے یا نہ بتائے ہر شخص کو محسوس ہونے لگ جاتا ہے کہ یہاں کوئی زندہ اور کام کرنے والی جماعت موجود ہے اور درحقیقت کام کرنے والی جماعت کی علامت بھی یہی ہے کہ بغیر لوگوں کو بتانے اور ان کا علم ہونے کے وہ خود بخود معلوم کر لیں کہ یہاں کوئی کام کرنے والی جماعت موجود ہے"

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

ضمیمہ

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم ۱۹۶۶ء

یہ امتحان ربوہ میں بتاریخ ۲۵/۶۶/۶ ۱۷ بروز جمعۃ المبارک اور بیرون جات میں بتاریخ ۲۵/۶۶/۶ ۱۹ بروز اتوار منعقد ہوا۔ معیار اوّل میں کل ۱۹۰ اراکین نے حصہ لیا۔ جو سب درجہ اوّل میں پاس ہوئے۔ معیار دوم میں کل ۱۳۲ اراکین نے شمولیت اختیار کی جن میں سے ۸۵ درجہ اوّل میں ۲۹، درجہ دوم میں اور ۱۸ درجہ سوم میں آئے جوابات کا معیار عام طور پر بلند تھا۔ اللّٰھم بارک و زد فزد

اس امتحان میں مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد ساکن چھور حکیب اوّل اور مکرم ملک نصیر احمد صاحب آف کراچی دوم آئے

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ ربوہ)

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	درجہ
		نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم (معیار اوّل)	
۱	شیخوپورہ	مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب	
۲	”	” مرزا جان عالم صاحب	
۳	”	” شیخ گلزار محمد صاحب	
۴	نوابشاہ	” رشید احمد صاحب	
۵	”	” عبدالقدوس صاحب	
۶	حویلیاں	” سید ابر شتاق احمد صاحب	
۷		” محمد نصیب صاحب عارف	
۸		” چوہدری غلام حسین صاحب	
۹		” ثابت احمد صاحب	
۱۰	لائلپور	” صدیق احمد صاحب ابن شہزاد خان	
۱۱		” ڈاکٹر فضل کریم صاحب	
۱۲		” حکیم یار محمد صاحب	
۱۳		” چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب	
۱۴	لائلپور	مکرم سید حاکم شاہ صاحب	
۱۵		” حکیم محمد بخش صاحب	
۱۶		” پیر عبدالرحمٰن صاحب	
۱۷		” مستری خورشید اکبر خان صاحب	
۱۸		” شیخ عبدالعزیز صاحب	
۱۹		” قریشی افتخار علی صاحب	
۲۰		” محمد الطاف احسان صاحب	
۲۱		چوہدری رکن الدین صاحب	
۲۲		” مرزا عبدالمجید صاحب	
۲۳		” مولوی عبدالکریم صاحب	
۲۴		” میاں عبدالرشید صاحب	
۲۵		” ملک سعادت احمد صاحب	
۲۶		” خواجہ محمد شریف صاحب	
۲۷		” عبدالغفار صاحب	

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۲۸	پشاور	مکرم مرزا البشیر احمد صاحب	فرسٹ
۲۹	"	" خلیل الرحمٰن صاحب	"
۳۰	"	" ابن عزیز صاحب	"
۳۱	"	" فضل محمود صاحب	"
۳۲	"	" نیاز قطب احمد صاحب	"
۳۳	کنری	" سید بشیر حسین شاہ صاحب	"
۳۴	"	" ماسٹر فضل دین صاحب طارق	"
۳۵	سیالکوٹ	" اللہ دتہ صاحب	"
۳۶	"	" محمد اقبال صاحب	"
۳۷	"	" مولوی برکت علی صاحب	"
۳۸	"	" محمد احمد قمر سنوری	"
۳۹	کھنڈو	" عبد الغفور صاحب سندھی	"
۴۰	گرمولہ ورکاں	" ماسٹر بشیر احمد صاحب	"
۴۱	کراچی	" محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	"
۴۲	"	" ملک نصیر احمد صاحب (دوم)	"
۴۳	"	" خاتب احمد صاحب اسمعیل	"
۴۴	"	" سید محمد یوسف شاہ صاحب	"
۴۵	"	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	"
۴۶	"	" ابراہیم صاحب بھاگلپوری	"
۴۷	"	مرزا سردار محمد صاحب	"
۴۸	"	عابد حسین شاہ صاحب	"
۴۹	"	محمد اسمٰعیل صاحب نواب پوری	"
۵۰	"	محمد عبد اللہ صاحب مہر	"
۵۱	"	عبد الکریم صاحب	"
۵۲	کراچی	مکرم منیر احمد صاحب سیالکوٹی	فرسٹ
۵۳	"	" شیخ رحمت اللہ صاحب پنشنر	"
۵۴	"	" چوہدری منیر احمد صاحب	"
۵۵	"	" عبد المجید صاحب	"
۵۶	"	" مرزا عبد الرحمٰن صاحب	"
۵۷	"	" محمد حمید احمد صاحب	"
۵۸	"	" حاجی عبد الکریم صاحب	"
۵۹	"	" ملک محمد اشرف خان صاحب	"
۶۰	"	" ذکار اللہ صاحب	"
۶۱	"	" مولوی محمد نواز صاحب گیلی	"
۶۲	چک چنگا	" سید بشیر احمد شاہ صاحب	"
۶۳	"	" اللہ بخش صاحب	"
۶۴	"	" اللہ بخش صاحب اول	"
۶۵	دار البرکات ربوہ	" امام علی صاحب	"
۶۶	"	" ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد	"
۶۷	"	" محمد اسحٰق صاحب	"
۶۸	"	" ملک حبیب الرحمٰن صاحب	"
۶۹	"	" عطاء اللہ صاحب	"
۷۰	دار الیمن ربوہ	" ماسٹر محمد صاحب خوشنویس	"
۷۱	"	" محمد اسمٰعیل صاحب عثمانی	"
۷۲	بستی بزدار	" علی محمد صاحب	"
۷۳	دار الیمن ربوہ	" سراج الدین صاحب	"
۷۴	"	" محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	"
۷۵	"	" عبد الرحیم صاحب میر	"

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۷۶	اوکاڑہ	مکرم مستری محمد حسین شیخ	فرسٹ
۷۷	بہاولنگر	〃 چوہدری غلام نبی صاحب	〃
۷۸	فورٹ منرو ڈیمن	〃 مستری لال دین صاحب	〃
۷۹	〃	〃 برکت اللہ صاحب	〃
۸۰	کوئٹہ	〃 مرزا محمد افضل صاحب	〃
۸۱	〃	〃 محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	〃
۸۲	〃	〃 محمد اسحٰق صاحب عابد	〃
۸۳	〃	〃 سید عبد الرزاق شاہ صاحب	〃
۸۴	〃	〃 محمد عیسیٰ خان صاحب	〃
۸۵	〃	〃 نواب دین صاحب	〃
۸۶	〃	〃 ملک غلام حسین صاحب	〃
۸۷	〃	〃 حاجی فیض الحق صاحب	〃
۸۸	〃	〃 میاں عبد القیوم صاحب ایم اے	〃
۸۹	〃	〃 ملک عبد الرحمٰن صاحب	〃
۹۰	〃	〃 عبد القیوم صاحب بی اے	〃
۹۱	〃	〃 مرزا محمد صادق صاحب	〃
۹۲	〃	〃 ماسٹر عبد الکریم صاحب	〃
۹۳	〃	〃 شمس الحق صاحب	〃
۹۴	دار الیمن شرقی ربوہ	〃 ماسٹر شبیر علی صاحب	〃
۹۵	〃	〃 ملک فیروز الدین چغتائی	〃
۹۶	〃	〃 محمد حسین صاحب	〃
۹۷	〃	〃 محمد اعظم صاحب	〃
۹۸	〃	〃 مولا داد صاحب	〃
۹۹	〃	〃 بشیر احمد صاحب بھروکا	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۰۰	جہلم	مکرم فضل احمد صاحب	فرسٹ
۱۰۱	محمود آباد جہلم	〃 محمد فاضل صاحب	〃
۱۰۲	〃	〃 غلام مصطفیٰ صاحب	〃
۱۰۳	〃	〃 ملک محمد شریف صاحب	〃
۱۰۴	گوجرانوالہ	〃 عطا محمد صاحب	〃
۱۰۵	کراچی	〃 ولی الدین صاحب	〃
۱۰۶	ملتان	〃 ماسٹر امیر احمد صاحب	〃
۱۰۷	〃	〃 میاں غلام رسول صاحب	〃
۱۰۸	〃	〃 چوہدری عنایت اللہ صاحب بھٹی	〃
۱۰۹	〃	〃 چوہدری عبد اللطیف صاحب	〃
۱۱۰	〃	〃 چوہدری منور احمد صاحب	〃
۱۱۱	〃	〃 آغا محمد بخش صاحب	〃
۱۱۲	〃	〃 میاں عبد الرؤف صاحب	〃
۱۱۳	دار النصر ربوہ	〃 حکیم نذیر احمد صاحب	〃
۱۱۴	〃	〃 غلام قادر صاحب کاریگر	〃
۱۱۵	چہور چک ۱۱۷	〃 سید علی صاحب ہاشمی	〃
۱۱۶	〃	〃 حافظ محمد اسماعیل صاحب	〃
۱۱۷	〃	〃 کاٹھگڑھ 〃 محمد ابراہیم صاحب شاد اول	〃
۱۱۸	سانگلہ ہل	〃 شیخ عبد اللہ صاحب	〃
۱۱۹	〃	〃 حکیم برکت اللہ صاحب	〃
۱۲۰	〃	〃 ڈاکٹر عبد السلام صاحب	〃
۱۲۱	حیدر آباد	〃 ڈاکٹر ایس ایم بشیر احمد شاہ صاحب	〃
۱۲۲	〃	〃 ڈاکٹر عطا ماللہ الٰہی بخش صاحب	〃
۱۲۳	دار الرحمت غربی	〃 عطا محمد صاحب	〃

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان کنندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۲۴	ٹگوگھاٹ	مکرم محمد احمد صاحب	فرسٹ	۱۴۸	دارالرحمت غربی الف	مکرم حکیم عبدالرحمن شاہ صاحب	فرسٹ
۱۲۵	،،	،، حافظ سید بشیر احمد صاحب ہمدانی	،،	۱۴۹	،،	،، محمد سعید صاحب	،،
۱۲۶	،،	،، کامل الدین صاحب	،،	۱۵۰	دنیا پور	،، شیخ محمد منیر صاحب طالب	،،
۱۲۷	مغل پورہ	،، عبدالحکیم صاحب	،،	۱۵۱	محمد آباد سٹیٹ	،، سلطان احمد صاحب	،،
۱۲۸	،،	،، ملک عنایت الرحمن صاحب	،،	۱۵۲	،،	،، پیر محمد صاحب	،،
۱۲۹	،،	،، ملک مظفر احمد صاحب	،،	۱۵۳	گوٹے کی	،، پیرزادہ فیض عالم صاحب	،،
۱۳۰	،،	،، غلام محمد صاحب پرویز	،،	۱۵۴	،،	،، پیر محمد اکبر سقراط	،،
۱۳۱	،،	،، غلام رسول صاحب چوہدری	،،	۱۵۵	،،	،، خوشی محمد صاحب	،،
۱۳۲	،،	،، حیات محمد صاحب	،،	۱۵۶	،،	،، ماسٹر اللہ دتہ صاحب	
۱۳۳	دارالصدر غربی ربوہ	،، چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ	،،	۱۵۷	،،	،، پیر محمد اکبر شاہ صاحب	،،
۱۳۴	کیمبل گڑھ فارم	،، محمد عبداللہ صاحب	،،	۱۵۸	فیکٹری ایریا ربوہ	،، محمد محسن شاہ صاحب	،،
۱۳۵	،،	،، محمد شفیع صاحب	،،	۱۵۹	،،	،، امجد حسین صاحب	،،
۱۳۶	سکھر	،، قریشی عبدالرحمن صاحب	،،	۱۶۰	،،	،، عبدالمنان صاحب	،،
۱۳۷	،،	،، میاں غلام محمد صاحب	،،	۱۶۱	کھوکھر غربی	،، رحمت خاں صاحب والد علم دین صاحب	،،
۱۳۸	دوالمیال جہلم	،، قاضی عبدالرحمن صاحب	،،	۱۶۲	دارالصدر شرقی	،، صوفی خدابخش صاحب زیروی	،،
۱۳۹	،،	،، میجر حبیب اللہ صاحب	،،	۱۶۳	،،	،، ماسٹر حمید احمد صاحب سنیاسی	،،
۱۴۰	،،	،، کیپٹن شیر زمان صاحب	،،	۱۶۴	،،	،، حاکم علی صاحب	،،
۱۴۱		،، والد عبدالغنی صاحب	،،	۱۶۵	جھنگ صدر	،، بشیر لطیف احمد صاحب	،،
۱۴۲	نوشہرہ	،، مرزا عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ	،،	۱۶۶	،،	،، احمد دین صاحب	،،
۱۴۲	،،	،، عبدالقیوم صاحب	،،	۱۶۷	،،	،، ایم علی محمد صاحب	،،
۱۴۴	،،	،، مرزا غلام حیدر صاحب	،،	۱۶۸	،،	،، معراج دین صاحب	،،
۱۴۵	دارالرحمت غربی الف	،، حکیم فضل الہٰی صاحب	،،	۱۶۹	دارالرحمت وسطی	،، حکیم دین محمد صاحب	،،
۱۴۶	،،	،، حاجی محمد فاضل صاحب	،،	۱۷۰	میرپور خاص	،، عبدالرحمن صاحب بھٹی	،،
۱۴۷	،،	،، ایم عبدالغنی صاحب	،،	۱۷۱	،،	،، شوکت حسین صاحب شاد	،،

نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم معیار دوم

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱	احمدنگر مشرقی پاکستان	مکرم مولوی محمد طیب علی صاحب	فرسٹ
۲	،	، مولوی منیر الدین افراد صاحب	
۳	،	، مولوی نورالدین صاحب	
۴	،	، مولوی ابراہیم منشی صاحب	
۵	،	، مظفر صاحب	سکینڈ
۶	،	، منشی سراج الاسلام صاحب	فرسٹ
۷	،	، مولوی محمد خدا اللہ منشی صاحب	،
۸	،	، شجاع علی اخند صاحب	
۹	،	، غیاث الدین صاحب	
۱۰	،	، ابو باہر صاحب	سکینڈ
۱۱	،	، ابو عیسیٰ صاحب	فرسٹ
۱۲	،	، حشیم الدین اخند صاحب	سیکنڈ
۱۳	،	، نوری منشی صاحب	،
۱۴	،	، قاسم علی اخند صاحب	فرسٹ
۱۵	،	، رجب علی صاحب	،
۱۶	،	، شمس الدین کبیراج صاحب	سیکنڈ
۱۷	،	، جعفر علی صاحب	تھرڈ
۱۸	سانگلہ ہل	، نعمت شاہ صاحب	،
۱۹	چک ۸/۲۷ کالوٹھر مارکر	مکرم عبدالعزیز صاحب خالد	فرسٹ
۲۰	،	مکرم میاں فضل الدین صاحب	،
۲۱	فورٹ سنڈیمن	، منشی اللہ یار صاحب	،
۲۲	،	، غلام محی الدین صاحب	سیکنڈ
۲۳	لبتی بزدار	، یار محمد خان صاحب	،
۲۴	،	، امام بخش خان صاحب	فرسٹ
۲۵	،	، خان محمد خان صاحب	سیکنڈ
۲۶	،	، حاجی فتح محمد صاحب	،
۲۷	دیپالپور	، شیخ محمد اسلم صاحب	فرسٹ
۲۸	،	، اشتیاق احمد صاحب	،
۲۹	،	، مرزا خدا بخش صاحب	،
۳۰	،	، شیخ محمد عبداللہ صاحب	،
۳۱	نوشہرہ	، صوبیدار سلیم اللہ صاحب	،
۳۲	دودمیال	، کیپٹن لعل خان صاحب	،
۳۳	،	، ملک امیر علی صاحب	،
۳۴	،	، صوبیدار محمد خان صاحب	،
۳۵	،	، ملک قیصر محمد صاحب	،
۳۶	حیدرآباد	، ابو عبد الغفار صاحب	،

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۷۲	سمنٹ بلڈنگ لاہور	مکرم ڈاکٹر عبدالواحد خان صاحب	فرسٹ
۱۷۳	//	رول نمبر ۱	//
۱۷۴	نیا سمرروڈ	// علی احمد صاحب	//
۱۷۵	بشیر آباد (تھرپارکر)	// منشی منیر احمد صاحب	//
۱۷۶	//	// منشی محمد صادق صاحب	//
۱۷۷	ملتان کینٹ	// عبدالشکور صاحب	//
۱۷۸	نوشہرہ صدر	// حافظ عطاء الحق صاحب	
۱۷۹	گولکی گجرات	// منشی احمد خان صاحب	
۱۸۰	۵۷۵۸ کا چیلو	// صوفی غلام محمد صاحب	
۱۸۱	دارالصدر غربی ربوہ	// محمد امین صاحب	
۱۸۲	بشیر آباد حیدرآباد	مکرم عطاء اللہ صاحب	فرسٹ
۱۸۳	منڈی بہاؤالدین	// چوہدری نذیر احمد صاحب	//
۱۸۴	//	// مولوی سراج دین صاحب	//
۱۸۵	//	// چوہدری شاہ محمد صاحب	//
۱۸۶	بشیر آباد سٹیٹ	// اللہ رکھا صاحب	//
۱۸۷	ملتان کینٹ	// چوہدری نذیر احمد صاحب	//
۱۸۸	جہلم	// عبدالحلیم صاحب	//
۱۸۹	//	// ڈاکٹر ملک محمد سلیم صاحب	//
۱۹۰	//	// حکیم محمد عبداللہ صاحب	//

قائد تعلیم
(مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

پبلشر چوہدری محمد ابراہیم مطبع: ضیاء الاسلام پریس، مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۸۱	سول لائن لاہور	مکرم نصیر الدین صاحب بٹ	فرسٹ
۸۲		〃 صفی الدین صاحب	دوم
۸۳		〃 لئیق احمد صاحب	
۸۴		〃 عبدالباری صاحب	
۸۵		〃 بدرالدین صاحب	
۸۶		〃 بدرالدجا صاحب	
۸۷		〃 سلطان محمود صاحب	
۸۸		〃 عبدالہادی صاحب	تھرڈ
۸۹		〃 عبدالجبار صاحب	〃
۹۰	ملتان	〃 احمد علی صاحب	اوّل
۹۱	دارالیمن ربوہ	〃 خیر دین صاحب	
۹۲		〃 محمد دین صاحب	
۹۳		〃 نذیر احمد صاحب	
۹۴		〃 حاجی غلام محمد صاحب	
۹۵		〃 فیض احمد صاحب	
۹۶		〃 چوہدری رحمت علی صاحب	
۹۷		〃 چوہدری محمد حسین صاحب	
۹۸		〃 سید عبدالعزیز صاحب	
۹۹		〃 مستری محمد ابراہیم	
۱۰۰		〃 مستری محمد حسین صاحب	
۱۰۱		〃 مستری برکت علی صاحب	
۱۰۲	بہاولنگر	〃 صوفی فضل محمد صاحب	
۱۰۳		〃 شیخ محمد بشیر فاروقی صاحب	
۱۰۴		〃 ملک دوست محمد صاحب	سیکنڈ
۱۰۵		〃 چوہدری بلند خان صاحب	〃
۱۰۶	چک منگلا	〃 رائے غلام محمد صاحب	فرسٹ
۱۰۷	چک منگلا	مکرم خضر حیات صاحب	فرسٹ
۱۰۸		〃 حاجی صالح محمد صاحب	
۱۰۹		〃 رائے خان محمد صاحب	
۱۱۰		〃 رائے احمد صاحب	سیکنڈ
۱۱۱		〃 حاجی میاں جانہ صاحب	〃
۱۱۲		〃 مستری محمد علی صاحب	تھرڈ
۱۱۳	گرمولہ درکاں	〃 خواجہ عبدالعزیز صاحب	فرسٹ
۱۱۴		〃 میاں ہدایت اللہ صاحب	
۱۱۵		〃 خواجہ غلام احمد صاحب	
۱۱۶		〃 محمد الدین صاحب	
۱۱۷		〃 خواجہ غلام محمد صاحب	
۱۱۸		〃 خواجہ غلام [illegible] صاحب	تھرڈ
۱۱۹		〃 عبداللطیف صاحب	فرسٹ
۱۲۰		〃 حسن محمد صاحب	تھرڈ
۱۲۱		〃 سید محمد صاحب	〃
۱۲۲		〃 فیروز دین صاحب	فرسٹ
۱۲۳		〃 جلال الدین صاحب	〃
۱۲۴		〃 غلام حسین صاحب	〃
۱۲۵		〃 حسن محمد صاحب	سیکنڈ
۱۲۶		〃 غلام محمد صاحب	فرسٹ
۱۲۷		〃 میاں محمد ابراہیم صاحب	〃
۱۲۸		〃 خواجہ عبدالرحیم صاحب	تھرڈ
۱۲۹		〃 جمال دین صاحب	〃
۱۳۰		〃 میاں نیک محمد صاحب	〃
۱۳۱		〃 نور محمد صاحب ٹھیکیدار	〃
۱۳۲	لکھنڈا	〃 حافظ رضا محمد صاحب نابینا	سیکنڈ

(قائد تعلیم مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

شمارہ ۸

ساٹھ پیسے

نماز وہی ہے جس میں دعا کا مزا آجائے

نماز میں ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"نماز کے اندر ہی اپنی زبان میں خدا تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ سجدہ میں، بیٹھ کر، رکوع میں، کھڑے ہو کر، ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرو۔ بے شک پنجابی زبان میں دعائیں کرو۔ جن لوگوں کی زبان عربی نہیں اور عربی سمجھ نہیں سکتے ان کے واسطے ضروری ہے کہ نماز کے اندر ہی قرآن شریف پڑھنے اور مسنون دعائیں عربی میں پڑھنے کے بعد اپنی زبان میں بھی خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور عربی دعاؤں کا اور قرآن شریف کا بھی ترجمہ سیکھ لینا چاہئیے۔ نماز کو صرف جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ سے دعا کرو کہ ہم تیرے گنہگار بندے ہیں اور نفس غالب ہے تو ہم کو معاف کر اور دنیا اور آخرت کی آفتوں سے ہم کو بچا۔

آجکل لوگ جلدی جلدی نماز ختم کرتے ہیں اور پیچھے لمبی دعائیں مانگنے بیٹھتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ جس نماز میں تضرع نہیں، خدا تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں، خدا تعالیٰ سے رقت کے ساتھ دعا نہیں، وہ نماز تو خود ٹوٹی ہوئی نماز ہے۔ نماز وہ ہے جس میں دعا کا مزا آجاوے۔ خدا تعالیٰ کے حضور میں ایسی توجہ سے کھڑے ہوجاؤ کہ رقت طاری ہو جائیے۔ جیسے کہ کوئی شخص کسی خوفناک مقدمہ میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے واسطے قید یا پھانسی کا فتوی لگنے والا ہوتا ہے، اس کی حالت حاکم کے سامنے کیا ہوتی ہے۔ ایسے ہی خوفزدہ دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا چاہئیے۔ جس نماز میں دل نہیں ہے اور خیال کسی طرف ہے اور منہ سے کچھ نکلتا ہے وہ ایک لعنت ہے جو آدمی کے منہ پر واپس ماری جاتی ہے اور قبول نہیں ہوتی" (بدر ۲۶ جولائی ۱۹۰۶ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گول بازار ربوہ میں طبع ہوا